

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رَأَيْتِي بَغْدِي زَافْسَانِ مُدْرَأَسْت  
پَرْدَه نَامُوسِ دِینِ مُصْطَفَا اَسْت

فَدَايَا زَخْمِ نُبُوتِ کَا تَرَجُّمَانِ

# العاقِب

صَفَر 1431 هـ

فروری 2010ء

نورِ اہل بیت

مَحْمُودِی مَظْهَرِ خَادِمِ حُسَیْنِ رَضَوِی







3 احادیث

مدیر

5 استغاثہ مبارک گاہ الہی

سید عارف محمود پور رشوی



10 عشق ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر



16 آزادی کی پُر تشدد تحریکیں

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

مولانا حافظ خادم حسین رشوی



19 گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے



20 داتا دربار

جنس (ر) بھکوان داس

علامہ محمد اقبال



24 قرآن کی پکار

حامد میر



27 مساجد کے مینار پر پابندی اور ریفرنڈم

اشتیاق بیگ



30 خاتم النبیین

مفتی محمد امین



36 عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت

ڈاکٹر ظہور احمد ظہیر



38 سیدنا صدیق اکبر

محمد ابو بکر رضا



46 فتنہ قادیانیت

مولانا محمد فروغ احمد علی مسہانی



51 مہرہ رضا

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری



52 دارالافتاء

مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی



64 ہمالی بھی پاکستان میں سرگرم

ساجد کھنہ

بزم اطفال



استغاثہ مبارک گاہ الہی

سید عارف محمود پور رشوی

اے رب کائنات ، کرم کی ہے التجا

اے خالق حیات ، کرم کی ہے التجا

بے چین و بے قرار ہوئی اُمّتِ رسولؐ

حاصل نہیں ، ثبات ، کرم کی ہے التجا

چاروں طرف ہے موت کا سیلِ رواں ، رواں

بے بس ہوئی حیات ، کرم کی ہے التجا

طوفاں بپا ہے درد و الم ، کشت و خون کا

زخموں سے دے نجات ، کرم کی ہے التجا

دیکھیں جدھر بھی موت کی ہیں یورشیں بپا

ارزاں ہوئی حیات ، کرم کی ہے التجا

بچوں کے سر سے سایہ شفقت ہے چھن رہا

منہ زور ہے ممات ، کرم کی ہے التجا

خودکش بنے ہیں دشمنِ ایمان و دین و ملک

چھٹی نہیں ہے رات ، کرم کی ہے التجا

ہر موڑ پر ہیں تختہ مشق ستم ، غریب

ان پر لگی ہے گھات ، کرم کی ہے التجا



# اکابر

## ملکی مسائل کا حل

ایک دہریہ (جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا) پاکستان آیا اور یہاں تھوڑا عرصہ رہنے کے بعد اس نے دہریت سے توبہ کر لی اور اللہ تعالیٰ کو ماننا شروع کر دیا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ آخر کیا وجہ ہوئی کہ تمہیں اللہ رب العزت کی قدرت کا احساس ہوا؟ اس نے جواباً کہا کہ جب میں پاکستان آیا تو میرے مشاہدے میں یہ بات آئی کہ اس ملک میں ہر جگہ کہیں نہ کہیں، کوئی نہ کوئی ایسا کام ضرور ہو رہا ہے کہ اگر وہ کسی دوسرے ملک میں ہو رہا ہوتا تو اس کا وجود باقی نہ رہتا۔ لیکن پاکستان میں ہر خرابی اور بُرائی کے باوجود اس کا باقی رہنا مجھے یہ بات سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ آخر کوئی تو طاقت و قوت اور ذات ایسی ہے جس نے اس وطن کے باسیوں کی تمام تر نا اہلیوں کے باوجود اسے قائم رکھا ہے۔ چنانچہ اسی سوچ نے مجھے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقین دلایا ہے۔

بظاہر تو یہ ایک واقعہ ہے لیکن درحقیقت اس وقت ملک عزیز کے اندرونی و بیرونی حالات اس حد تک ناگفتہ بہ ہو چکے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال نہ ہوتی تو زمینی حقائق کچھ اور ہونے تھے۔ عوام آئے روز بدتر سے بدترین حالت میں دھکیلی جارہی اور حکمرانوں کو اپنی بیوقوفیوں، نا اہلیوں، عیاشیوں اور شاہ خرچیوں سے فرصت نہیں مل رہی۔ پاکستانی قوم حکمرانوں کی عیاشیوں کو اپنی فاقہ کشی پر پال رہی ہے۔ جس ملک میں پیدا ہونے والا ہر بچہ پیدائشی طور پر 29,394 روپے کا مقروض ہو اس ملک و قوم نے کہاں خوشحالی دیکھنی اور ترقی کرنی ہے؟

پانی، بجلی، گیس، چینی اور آٹے کی لوڈ شیڈنگ کے باوجود تماشا یہ ہے کہ ان بنیادی چیزوں کے ناپید ہوتے ہوئے بھی ان کی قیمتیں بڑھتے بڑھتے آسمانوں کو چھو رہی ہیں۔ ملک میں وزراء کی فوج اور اس پر مزید سونے پر سہاگہ وزراء، مملکت، قائمہ کیٹیاں اور ان کے شاہی ڈنڈے اور عصرائے ویکہ کمر چکرائے لگتا ہے لیکن جب ان کی کارکردگی جانچی جائے تو نتیجہ صفر نظر آتا ہے۔

تصور ہے ہی کی ہے ہیں تیرے غلام

یا قاضی الحاجات، کرم کی ہے التجا  
ہر صبح ساتھ لائے نیا ایک حادثہ

ہر روز سانحات، کرم کی ہے التجا  
پھر کربلائے عصر کا ہے ہم کو سامنا

پھر ہیں لب فرات، کرم کی ہے التجا  
حد سے سوا ہوئی ہے گناہوں کی داستاں

بے حد ہیں کفریات، کرم کی ہے التجا  
خوفِ خدا سے عاری و خالی ہوئے قلوب

عصیاں نے دی ہے مات، کرم کی ہے التجا  
ڈوبے ہوئے ہیں قعر مذلت میں آہ ہم

ہم میں بدی کے سات، کرم کی ہے التجا  
تیرے سوا نہیں ہے کوئی اپنا داؤد رس

خالی ہیں اپنے بات، کرم کی ہے التجا  
جلوے ہیں تیرے لطف کے ہر آن جلوہ گر

ہم پر بھی ایک جھات، کرم کی ہے التجا  
اے سب کے کارساز حقیقی اے چارہ ساز

کر ختم مشکلات، کرم کی ہے التجا  
اور دو جہاں کے توسل سے کر خدا

سرہن پات پات، کرم کی ہے التجا  
مہجور مانگے ارضِ وطن کی دُعائے خیر

پوری ہو اس کی بات، کرم کی ہے التجا  
❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖



جمہوریت کو ہمارے ملک میں مقبوض گانے کا درجہ دیا جاتا ہے لیکن کیا یہ ایک قابل فکری شخص کو اس کے اپنے حلقے کے عوام صوبائی یا قومی سطح پر بھی منتخب ہونے کا اہل نہیں سمجھتے؟ وہ الیکشن میں شکست کھا لے کے باوجود ایوان بالا (سینٹ) کا رکن بن بیٹھتا ہے۔ اب جمہوریت یا اکثریتی رائے کا حق کہاں گیا؟ ماں باپ چند لاکھ روپے سے شروع کیے گئے کاروبار پر اپنے اس بیٹے کو نہیں بٹھاتے جو اس کی سمجھ نہ رکھتا ہو لیکن پاکستان میں ہر ماں بچے سا بچے کو سیاسی تعلقات کی بناء پر ایک پورے محکمے کا وزیر بنا دیا جاتا ہے۔ وزیر موصوف بیشک اس محکمے کے حروف ابجد سے بھی واقف نہ ہوں لیکن پورے پروٹوکول سے وہ اس شعبے کے بچے ادھیڑنے بیٹھ جاتے ہیں۔ جب وزیر بے تدبیر کو اپنے شعبے سے کوئی دینی و قلبی وابستگی اور سمجھ ہی نہیں تو وہ لوٹ کھسوٹ نہ کرے تو کیا کرے؟

جس ملک کا حکمران ڈیڑھ سو گاڑیوں کے قافلے میں 1700 پولیس والوں کے حصار میں گردش کرتا ہو وہ اپنی عوام کی مشکلات سے کیا آگاہ ہوگا؟ جس ملک میں سابقہ حکمران 15,900 کنال پر محیط محل میں 800 پولیس والوں کی حفاظت کے رحم و کرم پر ہوں، کیا وہ غریب و بے بس پاکستانی عوام کے حکمران ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت نام نہاد جمہوریت ملکی وسائل اور پیسے کی بندر بانٹ کا تماشا بنی ہوئی ہے۔ بڑا مہذب چور چھوٹے کی حفاظت کر رہا ہے اور چھوٹا مہذب چور بڑے کی آؤ بھگت میں مصروف ہے۔ سیاستدانوں کی اس لوٹ کھسوٹ کی ووڈ میں نقصان صرف اور صرف غریب عوام کا ہو رہا ہے کیونکہ غریب، غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور اس کا کوئی پُرسان حال نہیں۔ اگر ان کرپٹ مگر چھپوں پر کوئی ادارہ ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے تو یہ فوراً جمہوریت کے نام نہاد فضائل اگلنے شروع ہو جاتے ہیں۔

کرپشن ہی کی ایک شکل بنکوں سے قرضے لے کر ان کی معافی کروانی ہے۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں ارب ارب کروڑ پتی افراد بینکوں سے قرضہ لیتے ہیں اور محتاجی کا ڈرامہ رچا کر اس قرض کو معاف کروا لیتے ہیں۔ دنیا کے دیگر ملکوں میں بھی قرضے معاف ہوتے ہیں لیکن اس وقت جب کوئی کارخانہ، بنک یا ادارہ دیوالیہ ہو جائے مگر پاکستان میں قرضوں کی معافی کے لیے فقط حکمرانوں کی رضا و کار ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے پاکستان صرف ایک سال قبل دنیا بھر کے کرپٹ ممالک میں 46 ویں نمبر سے ترقی کرتا ہوا 42 ویں نمبر پر آ گیا ہے۔ صرف 2007.08 میں 1790 ارب کا ٹیکس چوری ہوا ہے۔ وفاقی وزیر خزانہ کے مطابق صرف ایک حکومتی ادارے ”وفاقی ریونیو بورڈ“ (C.I.B) میں سالانہ 500 ارب سے زائد کی کرپشن ہوتی ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق 1985ء تا 1999ء کے عرصے میں 120 ارب روپے کے قرضے معاف کیے

گئے۔ اسی طرح 1997ء تا 2009ء کے عرصے میں 19,711 افراد کے 193 ارب روپے کے قرضے معاف کیے گئے۔ ممتاز ماہر معیشت ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی کے مطابق 2000ء تا 2008ء کے دوران 144 ارب روپے کے قرضے معاف ہوئے جن کو جرمانے سمیت وصول کرنے سے ملکی خزانے کو 250 ارب روپے حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ اس غریب ملک کی عیاش طبقے کی ان کہی حقیقت کا تھوڑا سا حصہ ہے لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی اصلاح کیسے کی جائے؟ جس طرح گندے نالے کا پانی چھاننی سے صاف نہیں ہو سکتا اسی طرح کرپٹ طبقے کو این آر او کا عدم قرار دینے سے کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ اس کا صحیح علاج اسی وقت ہو سکتا ہے جب ملکی وسائل اور خزانے کی چوری اور لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کو برسر عام سزا دے کر نشانہ عبرت نہ بنایا جائے۔ یہاں اس طبقے کو بھی ہوش کے ناخن لینے چاہیے جو بات بات پر اسلام اور اہل اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کیا وہ یہ بتانا پسند فرمائیں گے ملک و ملت کو لوٹنے والے اور اس کی خود مختاری بیچنے والے کون ہیں؟ این آر او سے ”غسل یافتہ“ شخصیات کس طبقے اور فکرو سوچ کی حامل ہیں؟

حدیث شریف میں ذکر ہے کہ مومن ایک سوراخ سے دوسرے نہیں ڈسا جاسکتا لیکن پاکستانی مومنوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ بار بار ایسی نا اہل اور نا کارہ قیادت کے متعلق دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پاکستان کی بنیاد تو اسلام کی تجربہ گاہ کے طور پر رکھی گئی تھی لیکن کیا وجہ ہے 63 سال میں پاکستان میں جمہوری نظام کو آزمایا گیا، آمریتی نظام کو بھی آزمایا گیا لیکن اسلامی نظام کو آزمانے میں کیا امر مانع ہے؟

ہمارا عیاش طبقہ اس لیے اسلامی نظام سے خود خوفزدہ ہے اور عوام کو خوفزدہ کر رہا ہے کہ اسلام میں ان کی عیاشیوں اور بد معاشیوں کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اسلامی نظام میں حاکم وقت کی اولاد اور ایک عام بندے کی اولاد میں کوئی معاشرتی فرق نہیں ہے۔ اسلامی نظام کی برکات میں یہ شامل ہے کہ حاکم وقت خود کو اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ تسلیم کرتے ہوئے عوام میں موجود رہتا ہے۔ اسلام نظام ہی کی برکات ہیں کہ حاکم وقت سے ایک غریب ترین شخص بھی باز پرس کر سکتا ہے اور جج (قاضی) اسے عدالت میں طلب کر کے غریب کو اس کا حق دلوا سکتا ہے۔ لہذا در بدر کے ٹھوکریں کھانے کے بعد ہمیں اسی دھرتی میں ایک مرتبہ اس نظام کو نافذ کر کے اس کی برکات کا ضرور مشاہدہ کر لینا چاہیے جس میں تعداد یا مقدار کو نہیں بلکہ معیار کو اپنایا جاتا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی دھرتی پر اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نظام نافذ ہوگا تو پھر دیکھیے گا یہ زمین کیسے سونا اگلتی ہے اور کیسے ہر طرف امن و خوشحالی اور چہل پہل ہوتی ہے۔ ہم دفتر اور ادارے کے سربراہ کو خود سے ناراض کر کے اس ادارے میں ٹھیک طور پر کام نہیں کر سکتے تو اس



بھارتی 'MOSSAD' اسرائیلی 'BND' جبکہ برٹشی 'MI6' اور فرانسیسی 'DGSE' کی مدد سے پاکستان کا ایٹمی پروگرام دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی کا حامل اور بھارت سے زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ پاکستانی جہازوں میں زمین سے زمین تک اور فضا سے فضا تک مار کرنے والے جدید ترین ہتھیار اور صلاحیت موجود ہے جبکہ بھارت کو یہ صلاحیت حاصل کرنے میں کم از کم 10 سالوں کی ضرورت ہے۔ پاکستان اور پاکستانی فوج کی سب سے بڑی اور موثر ترین طاقت وہ عوام ہے جو پاکستان کی روحانی و جسمانی طاقت ہے اور اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس ملک عزیز کے دفاع و تحفظ کے لیے جہاد کا روحانی و جسمانی تاج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

جہاد کا نام لہا ہے۔ طاقت روس کو لگام دی۔ آج بھی اسی جذبہ جہاد نے افغانستان میں امریکی سفاکیت اور عراق میں صدام حسین کی مصلحت پرستی کو ٹکڑیوں میں ڈال رکھا ہے۔ یہی جذبہ جہاد ہندویش سے کشمیر میں برسرِ پیکار ہے۔ اسلام آباد میں مسلمانوں کا یہی جذبہ جہاد دین و دنیا کی ہماری سرحدات کی حفاظت تا قیامت کرے گا۔



## انعامی مقابلہ

- حضرت محمد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے کس مثل بادشاہ کے سامنے سر جھکانے سے انکار کیا؟
- سائل: اسلام مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کے رد میں کونسی کتب تصنیف فرمائیں؟
- سوالی کے کہتے ہیں؟

درست جوابات دینے والے خوش نصیبوں کو اگلا شمارہ بالکل فری ہے

جواب نوٹ کروائیں صرف عصر تا مغرب 0321-4370406

پاکستان کا نکات کے خالق و مالک کوٹہ سے فارغ کر کے کس طرح سکون و اطمینان حاصل کر سکتے ہیں؟

## پاک سرزمین کو فتح کرنے کی بیماریا

ہائیں کان سے بہرے اٹھیں آرمی کے آن فٹ چیف جنرل دیپک کپور نے چند دن قبل بیان دیا ہے کہ ”بھارت نے چاروں طرف سرحدوں کی حفاظت کی صلاحیت حاصل کر لی ہے۔ وہ ایک وقت پاکستان اور چین سے مقابلہ کر سکتا ہے اور 96 گھنٹے میں دشمن کی سرزمین پر قبضہ کر سکتا ہے۔“

خطے میں بالادستی کا خواب دیکھنے والے ملک بھارت کے آرمی چیف کے اس بیان پر ایک لطیفہ یاد آیا ہے۔ قارئین اس سے ضرور محظوظ ہوں گے۔ ایک بلی نے چوہے کو دیکھا تو اس پر جھپٹ پڑی، پتھر غریب پہ پڑا، جان بچانے کے لیے بھاگ کھڑا ہوا اور بلی بھی اس کے تعاقب میں لگن ہو گئی۔ کافی دیر بلی چوہے کی یہ بھاگ دوڑ جاری رہی۔ آخر کار چوہا بھاگتے بھاگتے ایک شراب کی فیکٹری میں داخل ہو گیا اور پناہ کی تلاش میں پریشان پھر ”پھراتا شراب کے کھلمنہ کے ایک مٹکے میں گر گیا۔ چوہے نے اس مٹکے میں چند ڈبکیاں کھائیں اور نشے میں مدھوش ہو کر باہر نکل آیا۔ باہر آ کر چوہا سینہ تان کر دم کے بل کھڑا ہو گیا اور نشے میں مست لگا کر ناشروع ہو گیا بلی کدھر گئی ہے؟ سامنے آ؟ میں تجھے کچا چکر مار دوں گا۔“

بھارتی آرمی چیف نے ستر سال کی خوشی میں کچھ زیادہ ہی مے نوشی کر لی ہے۔ ان کے بیان کو چوہے کی حالت کے تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان اور چین کی سرزمین پر قبضہ کرنے کے بیان کی حقیقت پامانی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ بھارتی آرمی چیف کو کسی اچھے ماہر نفسیات سے ضرور دماغی معائنہ کروانا چاہیے کیونکہ حالیہ بمبئی حملوں میں 96 گھنٹوں میں ان سے اور ان کی فوج اور اداروں سے اپنے ہی ملک میں ایک ہوٹل فتح نہیں ہوا اور وہ وہ ایٹمی ملکوں کو فتح کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ جنرل دیپک کو محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کا یہ بیان بھی ضرور مد نظر رکھنا چاہیے کہ ”پاکستان بھارت کو صرف 6 گھنٹوں میں قصہ پارینہ بنا سکتا ہے۔“ اب جنرل دیپک ہی بتائیں کہ 6 گھنٹے کم وقت ہوتا ہے یا 96 گھنٹے؟؟؟

الحمد للہ پاکستانی فوج کو دنیا بھر کی چھٹی بڑی عسکری طاقت تسلیم کیا جاتا ہے۔ پاکستان ملٹری کے 6 بلائین پر مشتمل ایس ایس جی (SSG) کمانڈرز کو امریکی و برطانوی کمانڈرز کے بعد عالمی سطح پر موثر ترین کمانڈرز سمجھا جاتا ہے۔ پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی (I.S.I) کو امریکی CIA، برطانوی M16، روسی GRU، فرانسیسی



## عشق، سوداے خام خون جگر کے بغیر

علامہ حافظہ خادم حسین رضوی

شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظہ خادم حسین رضوی ۳ ربیع الاول ۱۳۸۶/۲۲ جون ۱۹۶۶ء بروز بدھ "ننگہ گلاں" انگلہ میں پیدا ہوئے۔ جہلم و دینہ کے مدارس میں حفظ و تجوید کی تکمیل کے بعد شہرہ آفاق دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد رشید نقشبندی، استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبداللطیف نقشبندی، شرف ملت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، جامع المعقول والمعتول حضرت علامہ حافظہ عبدالستار سعیدی اور استاذ العلماء حضرت مولانا صدیق ہزاروی ایسی شخصیات شامل ہیں۔

روحانی طور پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں عارف کامل حضرت اقدس خواجہ محمد عبدالواحد صاحب المعروف حاجی میر صاحب سے کالا دیو شریف جہلم میں بیعت ہیں۔ تقریباً دو عشروں سے جامعہ نظامیہ میں ہی مسند تدریس پر رونق افروز ہیں۔ بلاشبہ آپ کے ہزاروں شاگرد اس وقت ملک عزیز کے طول و عرض میں خدمات دینیہ میں مصروف عمل ہیں۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ تعینف و تالیف میں بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ علم صرف میں تیسیر ابواب الصرف اور تعلیلات خدامیہ آپ کے نوک قلم کی یادگار ہیں۔ اللہ رب العزت نے خطابت میں دلنشین و منفرد انداز عطا فرمایا ہے۔ روایتی تقاریر سے مٹ کر آپ کے خطابات "دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے" کے مصداق پُر اثر ہوتے ہیں۔

اس وقت آپ فدا یان ختم نبوت پاکستان اور مجلس علماء نظامیہ کے مرکزی امیر ہیں۔ اس کے علاوہ دارالعلوم انجمن نعمانیہ سمیت کئی مدارس، تنظیمات اور اداروں کے سرپرست و نگران اور معاون ہیں۔

صرفاً مظهر ۳۷ حضور سرور عالم ﷺ کی بارگاہ میں قبیلہ عضل ہڈیل اور قارہ کے چند افراد حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم لوگ مسلمان ہو چکے ہیں لیکن اسلامی تعلیمات سے پوری طرح آگاہ نہیں ہیں ہم پر مہربانی فرماتے ہوئے چند افراد کو ہماری رہنمائی کے لیے روانہ فرمادیں۔

جان کائنات نبی کریم ﷺ نے چھ سابق الاسلام صحابہ کرام جن کے اسمائے مبارکہ حضرت زید، حضرت خبیب، حضرت مرشد، حضرت عبداللہ، حضرت خالد اور حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا۔

درلایٰ جمع نبوت

کچھ مجلس فیض عالم مظہر نور خدا

تاقتاس راجہ کمال کاٹان دارہن

زکریا باو

درلایٰ جمع نبوت

کچھ مجلس فیض عالم مظہر نور خدا

تاقتاس راجہ کمال کاٹان دارہن

زکریا باو

عشق، سوداے خام خون جگر کے بغیر

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو اس اشاعت اسلام مہم کا امیر مقرر فرمایا گیا۔ جب یہ قدسی جماعت ان قبائل کے علاقوں میں گھومنے لگی تو بدترین بدعہدی اور دھوکہ بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مبلغین کو گرفتار کرنے کے لیے ہزاروں کھوکھڑے گال دیے۔ محاصرہ کرنے والے انسان نما گیدڑوں کی تعداد سو کے قریب ہو گئی لیکن محمدی شیروں نے جب اس فساد پر ۱۱ اور انہیں یقین ہو گیا کہ ہم ان کو شکست نہیں دے سکتے تو انہوں نے کہا تم ہتھیار ڈال دو! یہ کہنے لگے ہیں کہ تمہیں قتل نہیں کریں گے۔

صحابہ کرام نے گرفتاری کے مقابلہ میں شہادت کو ترجیح دی جبکہ باقی تین نے ان کے وعدوں کا اعتبار کر لیا۔ ان کے والدین نے ان کے ساتھ کراچی میں حضرت عاصم، حضرت مرشد اور حضرت خالد رضی اللہ عنہم تھے۔ جبکہ ان کے والدین کا اعتبار کرتے ہوئے گرفتاری دینے والے حضرت خبیب، حضرت زید اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم تھے۔ انہی حضرت عاصم کی قیادت میں جنگ کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے ان کی تفصیل سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔

اس وقت ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رانی ہو گئے تھے۔ ان تین حضرات نے ہتھیار ڈالے جب مشرکین انہیں باندھنے لگے تو حضرت عبداللہ نے فرمایا تم لوگ ابھی اسے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو میں تمہارے ساتھ نہیں جاسکتا۔ مشرکین ہزار کوشش کے باوجود انہیں نہ لے جاسکے۔ انہیں اسی مقام پر شہید کر دیا گیا۔

اب صرف دو قیدی ان کے پاس رہ گئے تھے جنہیں خالموں نے مکہ مکرمہ لے جا کر پچاس پچاس اونٹوں کے حمل پر بٹھایا۔ حضرت زید کو امیہ کے بیٹے صفوان نے خرید لیا اور حضرت خبیب کو خریدنے والے حرث کے بیٹے تھے۔ انہی اور حرث دونوں میدان بدر میں واصل جہنم ہوئے۔ اب ان کے وارث ان معتبے قیدیوں کو نہایت ظالمانہ انداز میں قتل کر کے آتش انتقام سرد کرنا چاہتے تھے۔

دونوں صحابہ کو مختلف مقامات پر قید کر دیا گیا۔ حضرت خبیب بن عدی جن کے گھر قید ہوئے ان کا نام سوہب اور ان کی بیوی کا نام مادیہ تھا۔ دونوں بعد میں مسلمان ہوئے۔ اس لیے چند ایمان افروز واقعات قیامت تک بے سن 'مردہ دنیا پرست' غیروں کے نقالی کرنے والوں، چالپوں کو مصلحت اندیشی کہنے والوں، دین کے نام پر کھاکر دین بیزار بننے والوں، اپنی عزت و ناموس کے لیے سب کچھ کرنے والوں اور ناموس رسالت کی خاطر ایک جملہ بھی نہ کہنے والوں کے لیے مینارہ نور ہیں۔



خوار از مجبوری قرآن شدی  
 شکوہ بچ گردش دوران شدی  
 مسلمانوں کی ذلت و رسوائی تو قرآنی تعلیمات سے روگردانی کی وجہ سے ہے اور یہ نکلے زمانے اور حالات  
 کے کرتے ہیں۔

جانتا ہوں میں یہ امت حامل قرآن نہیں  
جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں  
عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف  
الحدّز آئین پیغمبر سے سو بار الحدّز  
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف  
چشم عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئین تو خوب  
ماویہ حضرت خضیب کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ ایک دن میں نے ان سے کہا کہ اگر کوئی  
ضرورت ہو تو بتائیں۔ آپ نے فرمایا ضرورت تو کوئی نہیں۔

① غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کا گوشت مجھے نہ کھانا۔

③ میرے قتل کا فیصلہ ہو جائے تو ہمارا بیٹا۔

اس کے بعد مادیہ کا بیان ہے کہ میں ان باتوں کا خیال رکھتی اور جب مجھے معلوم ہوا کہ فلاں دن ان کو قتل کر دیا جائے گا تو میں نے انہیں مطلع کر دیا۔ مگر اللہ کی قسم اس اطلاع سے ان کے چہرے پر ذرہ برابر پریشانی کا کوئی اثر نہ ہوا۔

یہ عاشق کون سی بہتی کے یارب رہنے والے ہیں  
اس کے وارہاں کا جان ہے کہ حضرت غیب زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اس کے باوجود ان کے پاس  
لے دے والوں والے انکو کے خوشے پہنچ جاتے تھے جنہیں وہ مزے لے لے کر کھاتے رہتے تھے۔

آپ کو خبر ہے کہ جب مقرر کردہ دن آیا تو مکہ میں اعلان کیا گیا جس کا کوئی بھی عزیز رشتہ دار مسلمانوں کے قتل اور زخمی ہونے پر اس لیے اٹھ کر آئے اور قیدیوں کے قتل میں حصہ لے۔ یہ اعلان سنتے ہی مکہ والے تلواریں اٹھا کر پھیاں لیے اٹھتے ہوئے۔ اس دوران قیدیوں کو بھی مقام پنچا دیا گیا۔

حضرت عیوب بن عدی رضی اللہ عنہ کو جب سوئے دار لے جانے کی تیاریاں ہونے لگیں تو آپ نے فرمایا اگر نماز میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ اجازت مل گئی چنانچہ آپ نے دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد کہیں کو خطاب کر کے جو بات ارشاد فرمائی اس کو امام ابو داؤد ورحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں (ج: ۲، ص: ۵) نقل کیا ہے کہ قَالَ وَاللّٰهُ لَا اَنْ تَحْسِبُوْنِيْ مَبِئْ جَوْعًا لَّوْذْتُ بِهَا فَرَمَا "اللہ رب العزت کی قسم اگر تم میرے بارے میں یہ گمان نہ کرتے کہ میں وقت گزاری کے لیے لمبی نماز پڑھ رہا ہوں تو میں اور نماز پڑھتا"۔ آج کے مسلمان کو شاید حضرت خلیب بن عدی کے سجدے ہی بیدار کریں۔

فریاد ز افریک و دل آوری افریک  
فریاد ز شیرینی پرویزی افریک







# آزادی کی پُرشد و تحریکیں

ڈاکٹر عبد القدیر خان

موجودہ تناظر میں کوئی بھی جدوجہد اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک ایک طاقت ور بہادر اور سنجیدہ پڑوسی ملک آپ کی کھل کر مسلسل مدد نہ کرتا رہے۔ پاکستان کو تو مشرق نے امریکہ اور ہندوستان کے ہاتھوں کوڑی کے داموں بیچ دیا ہے۔ اس کی اپنی حالت خستہ اور قابل رحم ہے اور وہ آپ (کشمیریوں) کی کیا مدد کرے گا؟ آپ (کشمیری) اپنے ہیروں پر کھڑے ہوں اور متحد ہو کر اپنے لیے سہولتیں اور زیادہ سے زیادہ اندرونی خود مختاری حاصل کر کے اپنے عوام کی مدد کریں اور خوشحالی اور امن مہیا کریں۔ کشمیری لیڈروں کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ 1965ء کی جنگ کے بعد پاکستان نے 95 فیصد کشمیر کو کھودیا تھا اور 5 فیصد منجانبش باقی تھی۔ اس منجانبش کو بھی مشرق نے کارگل میں پنگا لے کر ہمیشہ کے لیے ضائع کر دیا۔ میں نے ابھی عرض کیا کہ جب تک کوئی طاقتور پڑوسی ملک کھل کر کسی بددھند کی مدد نہ کرے اس وقت تک کوئی جدوجہد کامیاب نہیں ہو سکتی۔ چند مثالیں پیش کرتا ہوں:

① پہلی مثال کشمیر کی ہی ہے، کیوں کہ نہ تو ہم طاقتور تھے اور نہ ہی کھل کر کشمیریوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ 70 ہزار سے زیادہ کشمیری جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اس طرح کشمیر کو آزاد کر لے گا تو وہ احمقوں کی دنیا میں رہتا ہے۔

② دوسری مثال فلسطین کی ہے۔ اگر آپ 1949ء میں اسرائیل کا رقبہ اور حدود دیکھیں تو تقریباً ایک چوتھائی تھا۔ کیوں کہ عرب حکمران اس معاملہ میں سنجیدہ نہ تھے، آج اسرائیل چار گنا بڑا ہے اور عرب ان کے آگے غلاموں کی حیثیت سے زیادہ نہیں ہیں۔ نہایت بُری طرح شکستیں کھا کر اور لاکھوں بے گناہ لوگوں کو مرد اور فلسطینی لیڈر ابھی تک کوئی سبق حاصل نہیں کر سکے۔ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا اسرائیل وسیع تر ہوتا جائے گا اور فلسطینی اور عرب زبانی جمع خرچ کر کے ذلیل و خوار ہوتے جائیں گے۔ اگر فلسطینی 50 سال پہلے مصالحتی رویہ اختیار کر لیتے تو آج اسرائیل اپنے قیام کو قائم رکھنے میں دشواری محسوس کر رہا ہوتا۔

③ ابھی ابھی سری لنکا میں تامل باغیوں کا مشر آپ کے سامنے ہے۔ جب تک ہندوستان کھل کر مدد کرتا رہا،

انہوں نے سری لنکا کی فوج کی مدد کی اور سری لنکا کی فوج نے سری لنکا کی فوج کی مدد کی۔ یہی بین الاقوامی دہقانہ نظریہ کو بطور اس کے ایک ملکی مفاد والی پالیسی اختیار کر لی تامل فٹم کر دیا ہے۔ سب لیڈر مارے گئے اور تقریباً ایک لاکھ بے گناہ لوگوں نے چند خود غرضوں کی فطرت پالیسیوں کی وجہ سے جان دے دی۔ اگر 20 سال پہلے مصالحتی پالیسی اختیار کر کے معاہدہ کر لیتے تو اپنے علاقہ میں مکمل اندرونی خود مختاری مل جاتی اور لوگ خوش و خرم رہتے۔ اب وہ دوسرے درجہ کے ناقابل بھروسہ شہری بن گئے ہیں۔

④ اسپین میں دہشت گرد تنظیم ای ٹی اے (E.T.A) نے بھی وہی اندھی پالیسی اختیار کی اور دہشت گردی کا انداز اختیار کیا۔ اس وجہ سے لاتعداد لوگ مارے گئے اور نتیجہ صفر نکلا۔ اب وہ کبھی بھی ایک آزاد ملک حاصل نہیں کر سکیں گے۔

⑤ شمالی آئر لینڈ میں آئی آر اے (I.R.A) نامی دہشت گرد تنظیم نے کئی برس دہشت گردی کی مہم جاری رکھی۔ ہزاروں لوگ قتل ہوئے مگر بعد میں عقل و فہم نے غلبہ حاصل کیا اور برٹش گورنمنٹ سے معاہدہ کر کے اب حکومت کر رہے ہیں اور اپنے عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔

⑥ چیچنیا نے چند کم عقل لیڈروں کی احمقانہ پالیسی و دہشت گردی کی وجہ سے ملی ملائی آزادی کھودی۔ صدر یلٹسن کے مشیر سیکورٹی جنرل لیپڈ نے چیچنیا کو تقریباً مکمل آزادی دے دی تھی۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنے علاقے کے حالات ٹھیک کرتے انہوں نے پڑوسی علاقوں داغستان، آبخازیا اور اوسیشیا میں دہشت گردی شروع کر دی اور اس خام خیالی کا شکار ہو گئے کہ روسی وہاں سے بھاگ جائیں گے۔ صدر پوٹن نے ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور مغربی ممالک نے انگلی تک نہ اٹھائی کیوں کہ وہ خود عراق، افغانستان اور فلسطین میں دہشت گردی کر رہے تھے یا مدد کر رہے تھے۔ اگر چیچنیا کے لیڈر صبر و تحمل اور عقل و فہم سے کام لیتے تو آج ایک آزاد ملک میں رہ رہے ہوتے۔

⑦ مشرقی تیمور کی تحریک آزادی اس لیے کامیاب ہوئی کہ وہاں کی عیسائی آبادی کی امریکہ اور یورپی ممالک نے کھل کر حمایت کی اور انڈونیشیا پر دباؤ ڈال کر اور دھمکیاں دے کر اس کو آزاد کرادیا۔ فلسطین میں وہ اسرائیل کے حامی ہیں۔

⑧ اری ٹیریا کی جنگ آزادی اس لیے کامیاب ہوئی کہ بغاوت کرنے والے لوگوں کی سوڈان اور دوسرے عرب ممالک نے کھل کر مدد کی اور ایتھوپیا اس جنگ کے خرچ کو برداشت کرنے کے قابل نہ تھا۔

⑨ مشرقی پاکستان میں لوگ اس لیے کامیاب ہوئے کہ ہندوستان اور روس نے کھل کر ان کی سامان اور



فوجوں سے مدد کی درخواست کی گئی تھی۔ ہماری فوجی وکیلٹر شپ نے ان کو یہ سوچنے پر آمادہ کیا تھا۔

۱۱) مشرقی پنجاب میں بہادر اور جنگجو قوم ”سکھ“ آزادی کی جنگ ہار گئے۔ ہمارے کوئی مددگار نہ تھا اور پاکستان خود اس قابل نہیں تھا کہ وہاں کوئی گزیر کرنا اور جواب میں کشمیر سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ ہزاروں سکھ مارے گئے اور نتیجے میں کچھ نہ ملا۔

۱۲) ایک اور شرانگیزی جس میں امریکہ براہ راست ملوث ہے وہ چین کے صوبہ سکلیانگ میں دہشت گردی ہے۔ ایک خود ساختہ امریکی ایجنٹ راجہ غریز کو واشنگٹن میں بٹھا کر اور تمام سہولتیں دے کر چین کے خلاف پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ راجہ غریز اور سکلیانگ کے شہریوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی غیر ملک ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ چین ”بنانا ریپبلک“ نہیں ہے۔ راجہ اور اس جیسے مفاد پرستوں نے سینکڑوں بے گناہ لوگوں کو مروادیا۔ ان کا مستقبل چین کے ساتھ ہے اور ان سے گفت و شنید کے ساتھ وہ اپنے لیے بہت سی مراعات حاصل کر سکتے ہیں۔ راجہ جیسے خود غرض امریکہ میں بیٹھ کر عیاشی کرتے رہیں گے اور وہیں مرجائیں گے اور بے گناہ سیدھے سادھے لوگوں کو مرواتے رہیں گے۔

۱۳) ایک اور واقعہ تب تب کا ہے۔ آج سے 50 سال سے پہلے غیر ملکی ایجنٹوں کی شہ پر دلائی لامہ نے چین کے خلاف بغاوت کی اور ہزاروں دہشت گرد مارے گئے۔ یہ شخص آج ایک سیاست دان بن کر پوری دنیا میں پھرتا رہتا ہے اور عیاشی کرتا پھرتا ہے جب کہ اس نے اپنی عوام کو پیچھے چھوڑ کر مشکلات میں جھونک دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جہاں چند خود غرض مفاد پرست اور شہرت کے بھوکے لیڈروں نے لیڈری اختیار کر کے ہزاروں بے گناہ اور کم سمجھ عوام کا قتل کر دیا اور خود عیش و عشرت سے زندگی گزارتے رہے۔



## حضرت امیر مرکزیہ رُوبصحت

تمام احباب کو یہ جان کر دلی مسرت ہوگی کہ اللہ رب العزت اور اس کے حبیب ﷺ کے طفیل فدا یان ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی دامت برکاتہم بیلحاظ صحت بہت بہتر ہیں۔ احباب اور کرم فرماؤں سے دعائیں جاری رکھنے کی درخواست ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ  
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے  
علامہ محمد اقبال

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر  
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلع انوار  
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے  
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار  
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے  
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار  
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہاں  
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار  
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو  
آنکھیں مری پینا ہیں و لیکن نہیں بیدار  
آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند  
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار  
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں  
پیدا ٹکڑے فقر سے ہو طرۂ دستار  
باقی ٹکڑے فقر سے تھا ولولہ حق  
طرزوں نے چڑھایا نئے خدمت سرکار







اولیائے برصغیر پاک و ہند کے سالار اول حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مشرق کے ان اولو العزم عارفین میں ہوتا ہے جنہوں نے دیار کفر کے ظلمت کدوں میں ایمان کے دیے روشن کیے۔ جناب امیر سیدنا علی ابن ابی طالب کے گھرانے کے اس نامور سپہوت نے مغربی پاکستان کے شمالی علاقہ کو دولت اسلام سے مالا مال فرمایا۔ غزنی کے علاقہ جلاب کے خداسیدہ بزرگ جناب سید عثمان بن علی جلابی کے اس رفیع المرتبت فرزند نے پانچویں صدی ہجری میں شہر لاہور میں مئے وحدت کا وہ ذیشان میخانہ تعمیر کیا کہ طالبان شراب محبت الہی دور دور سے دوڑے ہوئے آنے لگے۔

ساقی میخانہ وحدت:

میخانہ وحدت کے ایک ساقی ذیشان نے کچھ اس انداز سے معرفت کے خم کے خم لٹھ حائے کہ دنیا سے داتا گنج بخش کے نام سے یاد کرنے لگی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ عالیہ کے اس پیر طریقت نے اپنے پیام رشد و ہدایت اور تعلیمات سے دین سرور عالم ﷺ کی شاندار خدمت انجام دی۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت داتا گنج بخش کی اولین مساعی اور خدمات دینیہ نے وہ فضاء پیدا کی جس کے نتیجے میں وسیع و عریض بت کدہ ہندو پاک میں انوار ایمان کی جلوت گاہیں اور معرفت کے خلوت کدے تعمیر ہوئے، ٹھوکریں کھاتی انسانیت صراط مستقیم سے آشنا ہوئی اور تڑپتی ارواح کی چارہ سازی کا سامان ہوا۔ ۳۳۹ھ میں ورود لاہور فرمانے والے اس مرد حق نے ۲۶ سال کی طویل مدت تک بنی نوع انسان کی خدمت گزاری کرنے کے بعد ۳۶۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کے وصال فرمانے کے وقت لاہور پر سلطان امیرا جیم غزنوی فرمانروا تھا۔

بارگاہ داتا گنج بخش:

سب سے پہلے سلطان نے ہی آپ کا آستانہ تعمیر کروایا۔ حکیم سید امین دہلوی "تذکرہ" میں لکھتے ہیں کہ مسجد اور

ڈیوڑھی ایک ارادت مند چودھری دین محمد نے بنوائی۔ اس ڈیوڑھی کے شمالی دروازہ پر خوبہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حسب ذیل قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

اس روضہ کہ بانیش شدہ فیض النست  
مخدوم علی راست کہ باحق بیوست  
درستی نیست شد ہستی یافت  
نواں سال وصالش افضل آمد از ہست

داتا دربار کی ڈیوڑھی کے کوچے سے آگے غلام گردش ہے۔ اس سے کچھ آگے دائیں جانب حضرت خواجہ اجمیر کا حجرہ اشکاف ہے۔ سنگ مرمر کی غلام گردش داتا کے مشہور عقیدت کیش میاں شاہنواز نے تعمیر کروائی۔ مزار کامر مریم تعویذ مبارک بنوائے کی سعادت شہزادہ داراشکوہ کو نصیب ہوئی۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق درخت کو اکھڑا کر حوض تعمیر کیا گیا جسے زمانہ مابعد میں مرمر سے بلند کیا گیا۔ برطانوی عہد میں نور محمد سادھو نے گنبد تعمیر کروایا۔ دیواروں پر سنگ مرمر کی سلیں دروں میں مرمر کی جالیاں اور گنبد پر سبز ٹائل وغیرہ کا کام کروانے کی عزت مولوی فیروز الدین نے حاصل کی۔ گنبد شریف کا دروازہ، کھلی اور ڈیوڑھی کا فرش میان عبدالحقان اور میاں غلام جیلانی نے بنوایا۔ مزار مبارک کی اطراف کی جالی اور کتبہ چودھری دین محمد کی ارادت مندی کی یادگار ہے۔ گنبد کے اندر کا فرش کسی پارسی عقیدت مند کی نشانی ہے۔ محن مسجد کی ۳۱۱۲ فٹ لمبی اور ۹۱ فٹ چوڑی سل بعد محمد شاہ بادشاہ دہلی نصب کی گئی۔ درگاہ مقدس کے اندر کا حجرہ قدیم اور قلمی قرآن پاک کی جلدوں سے جمور ہے۔ ان میں حضرت عالمگیر اور شاہ سہدی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کلام مجید بھی ہیں۔ دربار داتا سے ذرا فاصلہ پر حضرت بابا فرید کا مقام چلہ کشی ہے۔ آستانہ اقدس کے اندر بہت ہی خوبصورت جھاڑ فائوس کثیر تعداد میں ہیں۔ یہ ارادت مندوں کے نذرانے ہیں۔

الہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں:

واقعات زمانہ اور تصدیقات اکابر اولیائے پاک و ہند اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں کہ شمس العارفین حضرت داتا گنج بخش جس طرح حیات میں سرچشمہ رشد و ہدایت تھے اسی طرح از بعد وصال بھی صاحب جود و سخا ہیں۔ دولت معرفت کے خزانے بخشے والا اکل بھی داتا تھا اور آج بھی داتا ہے۔ حاجت مند اور طالب آج بھی دربار داتا سے فیض پاتے ہیں۔ ہر عقیدت کیش داتا کی سخاوت اور فیض کو خوب جانتا ہے۔ کورین تو صرف گنبد مزار تک ہی دیکھ سکتا ہے۔ صاحب مزار شہزادہ محمد علی علیہ السلام کے جمال اور عاشق الہی کے جلوہ کو تو دل و نفاہی دیکھ سکتا ہے۔ اللہ



اللہ اودھ عاشق رسول کہ جو ملک معنی کا سردار ہے اس کے فیضان معرفت کا کیا کہنا؟ واجب العظیم نصرت گوئے سرکار عالم حضرت جہاں محمد ﷺ نے نذر عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا:

چونکہ سردار ملک معنی بود

سال وصلش بر آید از سردار

حضرت داتا گنج بخش کی سیرت کے صفحات شاہد ہیں کہ آپ کم کردہ راہوں کے لیے شمع ہدایت تھے۔ آپ نے معاشرہ کے اسلامی اصولوں کو بہت ہی دلنشین انداز میں پیش کیا۔ انسانی زندگی کو ایک پاکیزہ سانچہ عطا فرمایا اور فکر و نظر کے دھارے کا رخ شرک کی گزرگاہوں سے وحدت کی طرف پھیر دیا۔ حیات ظاہری کے خدو خال کو درست فرماتے ہوئے باطن کی تطہیر فرمائی۔ یہ سچ ہے کہ آپ کی ذات ان اکابر اولیاء میں سے ہے جن پر زمانہ ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ بلا شک و شبہ آپ امتیازی حیثیت اور منفرد مقام کے مالک ہیں۔ موج نفس سے شمع کشتہ کو روشن کرنے والے داتا کے دل میں عشق رسول کی وہ آگ روشن تھی جس کی مجرما گری سے اصل خرد و دانش بھی حیران و ششدر ہیں۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی

الہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا:

ذوقِ خدائی رکھنے والے اس واقف سرخفی و علی نے جہاں حقیقت و معرفت کے روئے تاباں سے نقاب الٹ کر رکھ دیا وہیں ریاضت و مجاہدہ کے عیشِ رموز کی تفہیم کے ساتھ ساتھ مکاشفہ اور مشاہدات کی تجلیات کو بھی نمایاں فرمایا۔ واقعات شاہد ہیں کہ عاشقانِ رسول اور طالبانِ حق کے لیے آپ کی ذات مشعل ہدایت تھی۔ صاحبانِ تاج و تین کو بھی آپ نے نواز اور گدایان کو شہ نشین کو بھی خزینہ معرفت سے سرفراز فرمایا۔ مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ آپ کے وفات پانے کے ایک طویل عرصہ بعد حضرت خواجہ جمیری رحمہ اللہ نے آپ کے دربار میں حاضری دی۔ روضہ مبارک کے برابر ایک حجرہ میں ۴۰ دن مختلف رہے اور جب آپ نے دربار داتا میں الوداعی حاضری دی تو فیض گنج بخش کی توثیق فرماتے ہوئے یہ شعر کہا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کمالاں را رہنما

پاکستان کے خواجہ اول نے بھی آستان داتا پر چلے گئی کی:

برصغیر میں سلسلہ چشتیہ کے بڑے اے اول حضرت بابا فرید گنج شکر نے بھی آستان داتا گنج بخش پر چلے کیا۔ بابا صاحب کی ارادت کا یہ عالم تھا کہ آپ حضرت گنج بخش کے مرقہ مبارک پر گھٹنوں اور کہنیوں کے بل رہ جاتے ہوئے جا کر حاضری دیا کرتے تھے۔ متذکرہ صدر اکابر برہان چشت کے علاوہ متعدد اولیائے کرام، سیکڑوں عارفین اور اہل دل عالمانِ حق کے علاوہ لاتعداد ارادت مندوں نے دربار داتا سے فیض اٹھایا اور آج بھی یہ دربار جمع عقیدت مندوں کے لیے ایک بے مثل فیض گستر بارگاہ ہے۔ لاریب ہندو پاک کی دنیا دربار داتا کے فیوض و برکات کے رہین منت ہے۔ سرزمین پاکستان انسانیت کے اس مقدس مربی پر جس قدر فخر کرے کم ہے۔ خداوند کریم آپ کی روح پاک پر رحمتوں کی بارش فرمائے اور آپ کے مزار پر الوار کو نوح انسان کے لیے تاقیامت سرچشمہ فیض رکھے۔

\*\*\*\*\*



سید جہیہ کے اقبال بھی تھے بانناز

معتقد بہ دل سے تھے داتا کے وہ دانائے راز

محترم ہیں حق نگاہانِ حرم اقبال کے

سید جہیہ "مخدوم ام" اقبال کے

مرقد داتا کو لکھا پیر خیر کا حرم

یوں کیا واضح مقام سید والا حرم

حضرت داتا کا بھی ان پر تھا غایت التفات

محرمانِ راز کو معلوم ہیں کچھ واقعات

جو ولی ہے جانتا ہے رتبہ و جاہ ولی

اولیائے پاک رکھتے ہیں مکمل آگہی



# قرآن کی پکار

دور جدید میں امن، رواداری اور روشن خیالی کی اکثر علمی و سیاسی تحریکوں کا مرکز یورپ رہا ہے۔ لیکن حال ہی میں سوئٹزر لینڈ میں ہونے والے ایک ریفرنڈم کے نتائج نے دنیا بھر کو حیران کر دیا ہے۔ چند دن قبل ہونے والے ریفرنڈم میں سوئٹزر لینڈ کے ۵۷ فیصد ووٹروں نے اپنے ملک میں مسجدوں پر مینار بنانے کی مخالفت کر دی ہے کیونکہ وہ میناروں کو مسلمانوں کی سیاسی طاقت کی علامت سمجھتے ہیں۔ اس وقت سوئٹزر لینڈ میں تقریباً ساڑھے چار لاکھ مسلمانوں کیلئے 160 مساجد ہیں جن میں سے صرف تین مساجد مینار والی ہیں۔ مسلمانوں کو اپنی مسجدوں میں مینار تعمیر کرنے کی اجازت نہ دینا سوئٹزر لینڈ کے اپنے آئین، یورپی یونین کے آئین اور اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی ہے۔ یہ کہنا بھی درست ہوگا کہ یورپ میں لبرل فاشزم بڑھتا جا رہا ہے کیونکہ یورپ کے ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں کو صرف سوئٹزر لینڈ میں نہیں بلکہ فرانس، جرمنی، ہالینڈ اور دیگر یورپی ممالک میں بھی مذہبی تعصب کا سامنا ہے۔

سوئٹزر لینڈ کے کیتھولک پادریوں اور یہودیوں کی تنظیموں نے میناروں پر پابندی کی مخالفت کرتے ہوئے مسلمانوں کے ساتھ اظہارِ بیعت کیا ہے۔ سوئس اسمبلی نے بھی 50 کے مقابلے میں 129 ووٹوں سے میناروں پر پابندی کو مسترد کر دیا ہے لیکن لبرل فاشٹ جماعت سوئس پیپلز پارٹی اسلام کو ایک خطرے کے طور پر پیش کر رہی ہے۔ ان دنوں سوئس پیپلز پارٹی کے رہنما کھلم کھلا پاکستان کی مثالیں پیش کر رہے ہیں جہاں مساجد پر خودکش حملے ہو رہے ہیں اور یورپی میڈیا ان حملوں کی ذمہ داری بلیک وائر پر نہیں بلکہ طالبان و القاعدہ پر ڈالتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں پاکستان کے اندر ہونے والی دہشت گردی سے صرف پاکستان نہیں بلکہ دنیا بھر میں مسلمانوں کا نام بدنام ہو رہا ہے۔

کچھ مہینے قبل پشاور کے مینا بازار اور چارسدہ کے فاروق اعظم چوک میں کاربم دھماکے ہوئے تو طالبان اور القاعدہ نے ان بم دھماکوں سے اعلانِ لائق کیا۔ القاعدہ افغانستان کے نگران مصطفیٰ ابوالیزہ بد نے اپنے بیان میں کہا کہ ان کا ہدف تو صرف وہ لوگ ہیں جو براہِ راست لال مسجد، سوات، جنوبی وزیرستان، باجوڑ اور کراچی اور مہمند میں معصوم و کمزور مسلمانوں کے قتل عام کے ذمہ دار ہیں لیکن ڈالروں کے پجاری نشریاتی ادارے بازاروں اور سڑکوں پر بم

دھماکوں کی ذمہ داری طالبان و القاعدہ پر ڈال کر جاتی کر رہے ہیں۔ انہوں نے پشاور بم دھماکوں کی ذمہ داری بلیک وائر پر عائد کی۔ سرحد پولیس کے ذمہ داروں نے بھی مجھے بتایا کہ مینا بازار میں کاربم دھماکے بھارتی شخصہ ادارے "را" کی کارستانی تھی لیکن راولپنڈی کی پریڈ لائن مسجد میں خودکش حملے کی ذمہ داری تحریک طالبان جنوبی وزیرستان کے امیر ولی الرحمن محسود نے قبول کر لی ہے۔ انہوں نے بی بی سی سے گفتگو کرتے ہوئے پریڈ لائن مسجد کو منافقین کی مسجد قرار دیا۔ جس دن اس مسجد پر حملہ ہوا اسی دن مجھے ای میل پر محمد زاہد صدیق مغل کا ایک مضمون بھیجوا یا گیا جس میں نہ صرف

پاکستان کی حکومت بلکہ ریاست کو کافر قرار دیتے ہوئے سوال اٹھایا گیا تھا کہ پاکستان پر جو امریکی حملے جاری ہیں وہ ہماری پارلیمنٹ کی اجازت سے ہو رہے ہیں اور پارلیمنٹ عوام کی نمائندہ ہوتی ہے۔ کیا اس منطق سے ساری پاکستانی عوام حربی نہیں ٹھہری کہ وہ ایک حربی کافر کا ساتھ دے رہی ہے؟ آگے چل کر سوال اٹھایا گیا کہ پاکستانیوں نے امریکی حملوں کے خلاف اتنی جستی کیوں نہیں دکھائی جتنی ایک چیف جسٹس کی بجالی کے لیے دکھائی گئی؟ اس مضمون میں ان علماء پرافسوں کا اظہار کیا گیا جو خودکش حملوں کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں لیکن امریکی ڈرون حملوں پر خاموش رہتے ہیں۔ محمد زاہد صدیق مغل کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہی پاکستانی پارلیمنٹ تھی جس نے اس ریاست کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا؟ اسی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور اسی پارلیمنٹ نے امریکی ڈرون حملوں کے خلاف متفقہ قرارداد بھی منظور کی لہذا آپ اس پارلیمنٹ اور پاکستانی عوام کو حربی کافروں کا ساتھی ثابت نہیں کر سکتے۔ یہ درست ہے کہ حکمران طبقے نے اس پارلیمنٹ کو اختیارات سے محروم کر رکھا ہے اور اس کی قراردادوں پر عملدرآمد نہیں ہوتا لیکن حکمرانوں کے جرائم کی سزا عوام کو دینا کہیں کا اسلام نہیں ہے۔ اگر یہ ریاست طاعونِ قوتوں کی آلہ کار ہے تو پھر آپ نے اس ریاست کے ساتھ مل کر افغانستان میں روسی فوج کے خلاف جہاد کیوں کیا؟ وہ جہاد تھا یا فساد؟

پریڈ لائن مسجد پر حملے سے اگلے روز کئی صحافیوں کو انور العلوقی کا ایک بیان بھیجوا یا گیا جس میں پاکستان، صومالیہ اور عرب ممالک کی افواج پر الزام لگایا گیا کہ یہ کافروں کی ساتھی ہیں اور ان فوجوں سے لڑنا اعلیٰ ترین جہاد ہے۔ انور العلوقی کی عمر 38 سال ہے۔ موصوف نے 11 ستمبر 2001ء سے قبل یعنی حکومت کے خرچ پر امریکہ کی کورلوڈو یونیورسٹی سے انجینئرنگ میں بی ایس سی کیا اور اس دوران ایک مقامی مسجد میں نماز پڑھاتے رہے۔ پھر یمن واپس آ گئے۔ اگست 2006ء میں القاعدہ سے تعلق کے الزام میں گرفتار ہوئے اور بدترین تشدد کا نشانہ بنے۔ دسمبر 2007ء میں رہائی کے بعد مسلم ممالک کی حکومتوں کے خلاف جہاد کا درس دیتے رہے اور مارچ 2009ء سے زیر زمین ہیں۔ پڑھے لکھے ضرور ہیں لیکن کسی مستند دینی ادارے کے فارغ التحصیل نہیں اور فتوے جاری کرنے کے مجاز بھی نہیں ہیں۔



اور اسرائیل کو ہوگی۔ اور اعلیٰ قوت کے لئے یہ پاکستانی قوم اپنی فوج کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ وہ غوثی بہات اپنے حکمرانوں سے خوش نہیں، یا جن پر جیلوں میں تشدد ہوا یا جو پاکستان کے قبائلی علاقوں، افغانستان، کشمیر، فلسطین یا عراق میں بمباری کا نشانہ بنے۔ ان کے عزیز رشتہ دار مارے گئے اور اب یہ جہاد کے نام پر مسلمان فوجیوں اور ان کے بچوں کو مار رہے ہیں۔ حالیہ خودکش حملوں سے یہ تو واضح ہے کہ طالبان اپنی جنگ جنوبی وزیرستان میں نہیں بلکہ پشاور، راولپنڈی، اسلام آباد اور دیگر شہروں میں لڑیں گے۔ یہ دعویٰ بھی غلط ثابت ہو گیا کہ جنوبی وزیرستان پر فوج کا کنٹرول قائم ہونے کے بعد خودکش حملے بند ہو جائیں گے۔ جنوبی وزیرستان کو متبوضہ کشمیر بنانے کی سازش کا میاب ہو چکی ہے۔ اس سازش کا مقابلہ کرنے کیلئے حکومت کو اپنی حکمت عملی پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ النساء میں کہا گیا کہ جو شخص کسی مسلمان کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ آیت طالبان اور فوج دونوں کیلئے قابل غور ہے۔ سورۃ الحجرات میں کہا گیا کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان صلح کرو۔ یہ آیت علمائے کرام کے لیے قابل غور ہے۔ صرف فتوے جاری کرنا کسی مسئلے کا حل نہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء اور اہم سیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر مربوط حکمت عملی بنائے اور ایک ایسا مصالحتی گروہ بنائے پر غور کرے جو مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی بند کرانے کا راستہ تلاش کرے کیونکہ مسلمانوں کے کسی دشمن اس لڑائی سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ وفاقی وزیر داخلہ نے خودکش حملے کرنے والوں کو کرائے کے قاتل قرار دیا ہے۔ وہ قاتلوں کی مذمت تو کرتے ہیں لیکن ان کے کرائے ادا کرنے والوں کا نام کیوں نہیں لیتے؟

پاکستان میں دہشت گردی اسی وقت رکے گی جب ہم مساجد میں بچوں کو قتل کرنے والوں کی مذمت کے ساتھ ساتھ قبائلی علاقوں میں بے گناہ لوگوں کو مارنا بند کریں گے۔ ڈرون حملوں کے خلاف عملی طور پر اٹھ کھڑے ہوں اور غیر ملکی مداخلت مسترد کر دیں۔ ہم قرآن کی پکار سن لیں تو ہماری اندرونی لڑائی ختم ہو جائے گی لیکن خدا نخواستہ ایسا نہ ہوا تو آپس میں لڑنے والے دونوں گروہ آخر کار بیرونی دشمن کے نشانے پر ہوں گے۔



## مساجد کے مینار پر پابندی اور ریفرنڈم

اشتیاق بیگ

سوئٹزر لینڈ میں لگے ان پوسٹر پر سوئس جمنڈے پر ایک عورت کو حجاب پہننے اور مسجدوں کے میناروں کو میزائلوں کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔ پوسٹر پر تحریر تھا کہ مسجدوں کے مینار اسلامائزیشن کی نشانی ہیں جس پر پابندی عائد کی جائے۔ یہ وہ پوسٹر تھا جو ریفرنڈم کی حامی جماعت سوئس پیپلز پارٹی نے ریفرنڈم سے قبل ملک بھر میں چسپاں کئے تھے میناروں پر پابندی لگانے والی جماعت نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ سوئٹزر لینڈ میں مسجدوں کے میناروں پر پابندی لگانا اس لئے ضروری ہے کہ مسجد کے مینار مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کا مظہر ہیں جو ایک دن سوئٹزر لینڈ کو اسلامی ریاست میں تبدیل کر سکتی ہے۔ سوئس حکومت نے کہا ہے کہ عوامی رائے کا احترام کیا جائے گا اور آئندہ مساجد کے میناروں کی تعمیر کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

سوئٹزر لینڈ میں گزشتہ دنوں ہونے والے ریفرنڈم کے نتیجے میں سوئٹزر لینڈ میں مساجد کے مینار تعمیر کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ ریفرنڈم میں تقریباً 27 لاکھ لوگوں نے حصہ لیا، جن میں 57 فیصد لوگوں نے مساجد کے میناروں کی تعمیر کے خلاف اور 43 فیصد لوگوں نے اس کے حق میں ووٹ دیئے۔ سوئٹزر لینڈ کی کل آبادی 5.7 ملین ہے، جس میں مسلمانوں کی تعداد 4 لاکھ ہے جو کل سوئس آبادی کا تقریباً 6 فیصد ہے۔ حیسانیت کے بعد اسلام سوئٹزر لینڈ کا دوسرا بڑا مذہب ہے اور مسلمانوں کی زیادہ تعداد کا تعلق ترکی اور یوگوسلاویہ سے ہے۔ سوئٹزر لینڈ میں قائم 160 مساجد میں صرف 3 مساجد کے مینار ہیں مگر ان میناروں پر اذان دینے کی اجازت نہیں۔ مذہبی ریفرنڈم کے اس فیصلے سے وہاں رہنے والے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی کا فیصلہ مسلمانوں کے خلاف نفرت ظاہر کرتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ سوئٹزر لینڈ کے لوگوں کو مسلمانوں کا یہاں رہنا قبول نہیں۔

یہ پہلا موقع نہیں، اس سے قبل یورپ کے ایک اور ملک فرانس میں بھی مسلمان خواتین کے اسراف پہننے پر پابندی عائد کی جا چکی ہے اور وہاں کی حکومت ایسا قانون بنانے پر غور کر رہی ہے جس کی رو سے مسلمان خواتین کے



بند ہے پابندی ہوگی۔ اس کے علاوہ ڈھارک اور سوئیڈن میں حضور الہی کے خلاف ایسا مذہب خاں کی اشاعت، مسلمانوں کے ساتھ مغربی ممالک میں امتیازی سلوک، گرفتاریاں، چھاپے، اسلاف پر پابندی، سلمان رشدی، تسلیمہ قسریں اور خاں کی اشاعت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی جیسے واقعات ایک عرصے سے جاری ہیں اور یورپ کے ڈیزہ کروڑ سے زائد مسلمانوں کو تھک کا سامنا ہے۔

11 ستمبر کے بعد امریکی صدر بش نے یہ الفاظ کہے تھے کہ 11/9 کا حملہ دنیا کی تاریخ بدل دے گا۔ یہ جملہ ایک لحاظ سے سچ ثابت ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکا میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک ریسرچ کے مطابق اس وقت برطانیہ میں جان (Jhon) کے بعد سب سے زیادہ رکھا جانے والا نام ”محمد“ ہے۔ یورپ اور امریکا میں اس وقت قرآن پاک سب سے زیادہ ہدیہ کی جانے والی کتاب ہے۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اسلام مخالف پروپیگنڈے کی وجہ سے غیر مسلموں کے ذہنوں میں یہ تجسس پیدا ہوا کہ یہ کیسا مذہب ہے کہ اس کے ماننے والے اس پر اپنی جان بچاؤ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے؟ یہ تجسس انہیں قرآن پاک کے مطالعے کی طرف مائل کر گیا جس سے انہیں اسلام کو سمجھنے کا موقع ملا اور وہ اس کی زریں تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔ اس کی واضح مثال گوانتا ناموبے جیل میں ایک امریکی سیکورٹی گارڈ ”ہولڈر بروکس“ جس کا اسلامی نام مصطفیٰ عبد اللہ ہے کی ڈیوٹی وہاں پر موجود مسلمان قیدیوں پر تشدد کرنے کے لیے لگائی گئی تھی، مگر اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اس نے اسلام قبول لیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جتنا آپ اسلام کے ماننے والوں پر تشدد کرو گے اتنا ہی وہ پھیلتا جائے گا اور یورپ اور امریکہ میں اسلام قویا کی اصل وجہ یہی ہے۔

پرانے زمانے میں لوگوں کو نماز کے لیے بلانے میں مسجدوں کے میناروں کا بڑا اہم کردار تھا جس کی اونچائی پر کھڑے ہو کر مؤذن اذان دے کر لوگوں کو نماز کی دعوت دیا کرتے تھے مگر دور جدید میں نئی ٹیکنالوجی نے مینار کی ضرورت پوری کر دی ہے، یعنی مینار کے بغیر بھی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے لوگوں تک اذان کی آواز پہنچا سکتے ہیں۔ اس لئے آج کے دور میں مینار مسجد کی تاریخی بناوٹ، اس کی شاشت اور علامت سمجھا جاتا ہے اور ایک مسجد بغیر مینار کے بھی مسجد ہی ہے۔ اگر مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی لگتی ہے تو اس سے مسلمانوں کے نماز پڑھنے میں کمی واقع نہیں ہوگی۔ اسلام مخالف لوگ شاید اس چیز سے ناواقف ہیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے جو ہر مسلمان کے دل میں موجود ہے اور میناروں پر پابندی عبادت کرنے والوں کو کم نہیں کر سکتی۔ مذہبی بنیاد پر ریفرنڈم کی حامی جماعت کو یہ خوش فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ مساجد کے میناروں پر پابندی لگا کر انہوں نے کوئی بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے، کیونکہ اگر اسی

در لایع حق نور  
مجلس فیس عالم مظہر نور خدا  
ناقص راجہ کمال کاٹاں دار بھٹا  
زمرہ دوا

طرح کار ریفرنڈم کسی بھی مسلم ملک میں کرایا جانے اور مسلمانوں سے یہ رائے لی جائے کہ کیا وہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہیں اپنے ملک میں بنانے کے حق میں ہیں تو ۱۰۰ فیصد مسلمانوں کا فیصلہ اس کی مخالفت میں ہوگا۔ اس کے باوجود اسلامی ممالک میں اقلیتوں کو ان کے طرز کی عبادت گاہوں میں مذہبی عبادت کی ادائیگی کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ یورپ ایک عرصے سے دوا کر رہا ہے کہ مسلمانوں میں عدم برداشت کا مادہ پایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو انتہا پسندوں کا لقب دینے والوں کو خود اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔ جس بیماری کا وجود دوسروں میں ثابت کر رہے ہیں، دراصل وہ خود انتہا پسندی کی بیماری کا شکار ہیں۔ سوئٹزر لینڈ جو کبھی ایک سیکولر اور تمام مذاہب کے لئے ایک پرامن ملک سمجھا جاتا تھا، آج اس نے مذہبی ریفرنڈم کرا کے اپنے اس تشخص کی نفی کر دی ہے اور یہ ریفرنڈم اقلیتوں اور انسانی بنیادی حقوق کے منافی ہے۔ سوئٹزر لینڈ کا یہ اقدام تہذیبوں اور مذاہب کے مابین تصادم کا ایک نیا باب کھولنے کے مترادف ہے۔

اسلامی ممالک کی تنظیم (او آئی سی) جو 57 مسلمان ممالک پر مشتمل ہے اور ڈیزہ ارب مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم ہے کو چاہئے کہ وہ اپنے پلیٹ فارم سے سوئس حکومت سے مساجد کے میناروں پر پابندی کے فیصلے پر نظر ثانی کا مطالبہ کرے۔ اگر مساجد کے میناروں پر پابندی قائم رہتی ہے تو امیر عرب مسلمانوں اور ہمارے حکمران کو چاہیے کہ سوئس اکاؤنٹس میں رکھے تقریباً 400 ارب ڈالر نکال لیں اور سوئٹزر لینڈ میں چھٹیاں گزارنے سے اجتناب کریں۔ مینار پر پابندی محض ایک بہانہ اور ابتدا ہے، دراصل سوئس ووٹرز یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ مسلمان مساجد کے میناروں پر پابندی کو کس طرح لیتے ہیں۔ اگر آج اس پابندی کے خلاف آواز نہ اٹھائی گئی تو کل ایک اور ریفرنڈم کرا کے مساجد پر بھی پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔



## آئمہ و خطباء حضرات توجہ فرمائیں

حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی کی تمام آئمہ و خطباء سے پُر زور اپیل ہے کہ اپنے خطبہ جمعہ اور درس میں مسئلہ ختم نبوت اور رد قادیانیت کو زیادہ سے زیادہ موضوع بنائیں اور امت مسلمہ کے ایمان و ایقان کو محفوظ رکھنے کے لیے دینی، سیاسی اور سماجی محاذوں پر فدا یان ختم نبوت کے شانہ بشانہ بھرپور جدوجہد فرمائیں۔

در لایع حق نور  
مجلس فیس عالم مظہر نور خدا  
ناقص راجہ کمال کاٹاں دار بھٹا  
زمرہ دوا





فقید العصر حضرت مولانا مفتی محمد امین فیصل آبادی کی پیدائش ۱۳۳۳ھ ۲۷ فروری ۱۹۲۶ء بروز ہفتہ حکیم غلام محمد راجپوت کے گھر نوادش آباد لاہور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے برادر اکبر مولانا محمد حنیف سے حاصل کی اور بعد ازاں درس حضرت میاں صاحب شرق پور شریف میں داخل ہو گئے۔ یہاں آپ نے محدث کبیر علامہ غلام رسول رضوی سے اکتساب فیض کیا۔ جب محدث اعظم پاکستان نے فیصل آباد میں درس و تدریس کا آغاز فرمایا تو مفتی صاحب کو آپ کا اولین شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ حضرت محدث اعظم کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ انہوں نے آپ کو جامعہ رضویہ فیصل آباد کا پہلا باقاعدہ مفتی مقرر فرمایا۔ اس کے علاوہ جامعہ مسجد سنی رضوی کے اولین امام و خطیب ہونے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔

طریقت میں آپ نے پہلی بیعت حضرت میر تقی میر الرسول اللہ شریف اور دوسری بیعت خواجہ جگان حضرت خواجہ محمد صادق کے دست حق پرست پر فرمائی۔ آپ کو حضرت محدث اعظم اور حضرت خواجہ جگان سے خلافت و اجازت بھی حاصل ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بے جوش حصہ لیا اور قادیانیوں سے بایکٹ کے ضمن میں "بایکٹ کی شرعی حیثیت" کے عنوان سے تادیق ساز فتویٰ جاری فرمایا۔ اسی فتوے کو قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی نے خود ممبران پارلیمنٹ میں تقسیم کیا۔ جب تک صحت کی جولانیوں نے ساتھ دیا آپ نے مرزائیت / قادیانیت کے خوب نیچے اوجھڑے۔ اللہ رب العزت آپ کو صحت کاملہ نصیب فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر للہ وحمده و(الصلوة والسلام) علی من لا ینحی بعمرہ وعلی (لہ و(صحابہ (الزکی (الوفور (العبہ اما بعد ا  
اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا (ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ  
وخاتم النبیین) یعنی میرے نبی محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

اور سب سے آخری نبی ہیں۔

خاتم النبیین کا معنی سب سے آخری نبی یہ اصطلاحی اور شرعی معنی ہے۔ کچھ لوگ لغوی معنی لے کر دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو جی فلاں فلاں لغت کی کتاب میں خاتم کا معنی مہر ہے لہذا حضرت محمد ﷺ نبیوں کی مہر ہیں جس پر مہر لگا دیں وہ اللہ کا نبی ہوگا۔ یہ ایسا شیطانی چکر ہے جس سے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ ضروریات دین کے منکر ہو کر دوزخ کے حق دار بن گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی امت کو اس شیطانی چکر سے محفوظ رکھے۔ قانون یہ ہے کہ کسی لفظ کا لغوی معنی اسی وقت معتبر ہوگا جب اس کے مقابلہ میں شرعی معنی نہ ہو اور جہاں شرعی معنی موجود ہو وہاں لغوی معنی کا ہرگز ہرگز اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ اگر شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی لیے جائیں گے تو بات کفر تک پہنچ جائے گی۔ جیسے کہ ارکان اربعہ یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ۔

پہلے ان کے لغوی معنی بیان کئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ان کے مقابلہ میں جو شرعی معنی ہیں وہ بیان کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔

● اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ﴾ صلوٰۃ قائم کرو۔ صلوٰۃ کا لغوی معنی ہے دعا کرنا آگ تپنا، لکڑی سیدی کرنا، سرین ہلانا وغیرہ لیکن صلوٰۃ کا شرعی معنی ہے ارکان مخصوصہ یعنی جسم پاک ہو جگہ پاک ہو اور وقت مخصوصہ کے اندر قیام رکوع سجود وغیرہ بجالانا۔

اگر کوئی شخص صلوٰۃ کا شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی لے اور کہے کہ میں نے دعا کر دی ہے یا لکڑی سیدی کر دی ہے لہذا میں نے اقمو الصلوٰۃ پر عمل کر لیا ہے۔ ایسا شخص اصطلاحی شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی پر عمل کرنے کی وجہ سے ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

● اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں فرمایا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ ایمان والو! تم پر صوم (روزہ) فرض کر دیا گیا ہے۔ صوم کا لغوی معنی ﴿امساک﴾ یعنی رک جانا اور شرعی معنی ہے صوم صادق لے کر رات تک مضطرب نہ ہونا (کھانا پینا جماع کرنا) سے رکے رہنا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ میں اس وقت کھانے پینے سے رکا ہوا ہوں خواہ ایک منٹ کے لیے ہو تو میں نے ﴿امساک﴾ صوم کر لیا ہے۔ لہذا ایسا شخص ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

● اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿وَأَنصِرُوا لِلدِّينِ﴾ دین کو نصرت کرو۔ دین کا لغوی معنی ہے پوچھنا



بڑھانا پاک کرنا اور شرعی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں سے جب کہ وہ نصاب کو پہنچ جائے تو سال گزرنے کے بعد چالیسویں حصے کا کسی حق دار کو بغیر کسی معاوضہ کے مالک بنانا۔

اگر کوئی شخص اصطلاحی شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی مراد لے اور کہے کہ میں نے اپنے مال کو بڑھا دیا ہے لہذا میں نے جو آئو السزکوۃ پر عمل کر لیا تو ایسا شخص ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

● اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مِنْ اسْتَطَاعَ الْيَسْرَ﴾ سبیل اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر حج کرنا فرض ہے جس کے پاس استطاعت ہو۔ حج کا لغوی معنی ہے قصد کرنا ارادہ کرنا۔ حج کا اصطلاحی شرعی معنی ہے احرام باندھ کر حج کے دنوں میں مقامات مقدسہ پر حاضری دینا، نوذوالحجہ کو عرفات میں قیام کرنا اور پھر طواف زیارت کرنا وغیرہ

اگر کوئی کہے کہ میں نے مکہ مکرمہ جانے کا قصد کر لیا ہے لہذا میں نے قرآن پاک کے حکم کی تعمیل کر لی ہے تو ایسا شخص ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

● یوں ہی قرآن مجید میں ہے ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابْنًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ میرے رسول جن کا نام نامی محمد ﷺ ہے وہ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

یہاں بھی اگر کوئی شخص اصطلاحی شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی لے اور کہے کہ خاتم کا معنی ہے مہر لہذا جس پر محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر لگ جائے وہ نبی ہوگا۔ ایسا شخص ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

لہذا مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ اس قاعدہ و قانون کو پہچانیں اور اپنے ایمان ضائع نہ کر بیٹھیں بلکہ اپنے سچے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے معنی پر عمل پیرا ہو کر دوزخ سے بچ جائیں۔

﴿احادیث مبارکہ میں لفظ خاتم النبیین﴾

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي﴾ میں خاتم النبیین ہوں بایں معنی کہ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

② ﴿إِنْ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي﴾ بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو گئی لہذا میرے بعد نہ تو کسی قسم کا رسول پیدا ہو سکتا ہے اور نہ نبی۔

③ ﴿كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَآلَهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي﴾ بنی اسرائیل کی سیاست اللہ تعالیٰ کے نبی کیا کرتے تھے اور جب کبھی کسی نبی کا وصال ہو جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا لیکن میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

④ سید العالمین ﷺ نے حیدر کرار مولیٰ علی شیر خدا ﷺ سے فرمایا ﴿اَنْتَ مَنِيَّ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى﴾ اے لا نبی بعدی کے پیارے علی! تو مجھ سے ایسے ہے جیسے کہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے مگر بن لو میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

⑤ ﴿لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْبُعَثَ كَذَابُونَ دَجَالُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلَّهُمْ يَزْعُمُ اَنِي رَسُولُ اللَّهِ وَفِي رَوَايَةٍ يَزْعُمُ اَنِي نَبِيٌّ وَالاخْتِمَامُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي﴾ قیامت سے پہلے تقریباً تیس جھوٹے دُعا باز ضرور پیدا ہوں گے ان میں سے ہر کوئی گمان کرے گا کہ میں اللہ کا رسول یا نبی ہوں مگر بن لو میں خاتم النبیین ہوں بایں معنی کہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اہل علم جانتے ہیں کہ احادیث مبارکہ میں لافنی جنس کا ہے اور اس "لا" کے تیز میں جب نکرہ آئے تو وہ مفید حصر ہوتا ہے اور مندرجہ بالا پانچوں احادیث مبارکہ میں لافنی جنس کا ہے جس سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حبیب خدا سید الانبیاء ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ نہ تشریحی، نہ غیر تشریحی، نہ ظنی، نہ بروزی۔

الحمد للہ رب العالمین کہ صحابہ کرام کا متفقہ معنی خاتم النبیین کا آخری نبی ہے اور اس پر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے۔ اگر اس معنی میں ذرا بھی شک ہوتی تو وہ مسئلہ کذاب کے ساتھ کبھی جنگ نہ کرتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہزاروں جانوں کا غدر اندے کر ثابت کر دیا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے۔ پھر تابعین، تبع تابعین، ائمہ دین، اولیاء کاملین، علمائے راجحین کا بھی متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے۔

﴿چند اہم فتاویٰ﴾

● امام اعظم امام ابو حنیفہ کا فتویٰ

اماموں کے امام سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ کا فتویٰ امام ابن حجر مکی نے الخیرات الحسان میں فرمایا ﴿وَالنَّبِيَّاءُ﴾



فی زمنہ رضی اللہ عنہ رجل قال امهلونی حتی اتی بعلامۃ فقال من طلبہ مد علامۃ کفر لانہ بطلبہ ذالک مکذب لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی فی الامام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس نے کہا کہ علامۃ کفر میں کوئی نشانی نبی ہونے کی دکھاؤں۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا جو اس سے مطالبہ کرے گا وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ وہ نشانی طلب کرنے کے سبب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قطعی ارشاد لا نبی بعدی کو چھٹا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے پاکباز اکابر اور ائمہ کو جزائے خیر عطا کرے جو حق و باطل کے درمیان ایک مضبوط بند باندھ گئے ہیں جس سے ہزاروں کا ایمان بچ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

### ● سیدنا امام غزالی کا فتویٰ

﴿ان الامة فہمت من هذا اللفظ انه افہم عدم نبی بعده ایدا و عدم رسول بعده ایدا وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الہدیان لا یمنعی الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لہذا النص الذی اجتمعت الامة علی انہ غیر مؤول ولا مخصوص﴾  
ساری امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ یہ لفظ بتا رہا ہے کہ رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی بھی کوئی نبی نہ ہوگا اور کبھی بھی کوئی رسول نہ ہوگا اور ساری امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔ جو کوئی کسی تاویل سے تخصیص کرے تو ایسے شخص کی بات محض بکواس ہے۔ ایسا شخص کافر ہے۔ اس کے حکم تکفیر سے کوئی مانع نہیں ہے کیونکہ ایسا شخص اس نص کو چھٹا رہا ہے جس پر ساری امت کا اتفاق ہے کہ اس میں نہ تاویل ہے نہ تخصیص۔

### ● امام یوسف شافعی کا فتویٰ

﴿من ادعی النبوة فی زماننا وصدق مدعیہا لہا او اعتقد لبیافی زمانہ﴾ او قبلہ من لم یکن نبیا کفر ۱ جو شخص ہمارے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کرے یا دوسرے کسی مدعی نبوت کی تصدیق کرے یا سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی غیر نبی کو نبی مانے وہ کافر ہو جائے گا۔

### ● امام نسفی اور امام اسماعیل حقی کا فتویٰ

﴿صنف من الروافض قالوا ان الارض لا یخلو من نبی والنبوة صارت میراثا لعلی واولادہ وقال اہل السنة والجماعة لا نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقولہ تعالیٰ

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانہ انکر النص وكذلك لو شک فیہ ۲ ورافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت حضرت علی اور ان کی اولاد کے لیے میراث ہوگئی ہے۔ لیکن اہلسنت وجماعت نے فرمایا ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرے حبیب رسول ہیں اور سب سے آخری نبی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا لہذا جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو نبی مانے وہ کافر ہے کیونکہ وہ قرآن مجید کی نص صریح کا منکر ہے۔ یوں ہی اگر کسی نے ختم نبوت میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔

### ● علامہ ابو شکور سہلی کا فتویٰ

﴿قالت الروافض ان العالم لا یكون خالیا من النبی قط وھذا کفر لان اللہ تعالیٰ قال وخاتم النبیین ومن ادعی النبوة فی زماننا فانہ یصیر کافرا﴾  
کافرا لانہ شک فی النص ۳ رافضی (ایک گروہ) کہتے ہیں دنیا نبی سے خالی نہ رہے گی اور یہ قول کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرماتا ہے ﴿وخاتم النبیین﴾ لہذا اب جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور جو ایسے مجرہ طلب کرے وہ بھی کافر ہے کیونکہ اس نے نص میں شک کیا۔

الحاصل اساطین اسلام علماء و مشائخ و محدثین کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ہمارے نبی رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

﴿والعمر للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام﴾ علی حبیبہم صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ علیہم السلام وعلی اصحابہ رضی اللہ عنہم وعلی اولادہ رضی اللہ عنہم

### ﴿حوالہ جات﴾

۱ سنن ابوداؤد	۲ جامع ترمذی	۳ صحیح بخاری
۴ ایضاً	۵ صحیح بخاری و صحیح مسلم	۶ جزاء اللہ عدوہ صفحہ ۷۷
۷ ایضاً صفحہ ۸۲	۸ ایضاً	۹ ایضاً صفحہ ۸۵
	۱۰ ایضاً	



تھا کہ انبیاء سابقین میں سے کوئی نبی یا رسول موجود ہو سکتا ہے، ایسے میں میرے محبوب رسول کی نبوت و رسالت چونکہ نقطہ آغاز بھی ہے اور مرحلہ ختم بھی۔ دیکر انبیاء کرام علیہم السلام درمیانی عرصے میں منصب نبوت کو نبھاتے رہیں گے مگر خلق میں اول اور ظہور میں آخر نبی کی آمد کے بعد سب نبیوں کا کام ختم ہو چکا ہوگا۔ اب صرف اسی میرے محبوب رسول کی نبوت و رسالت کا دور ہوگا جس نے سب انبیاء سابقین نبوتوں کی تصدیق بھی کرنی ہے اور منصب نبوت و رسالت کو عروج تک بھی پہنچانا ہے۔ اگر کوئی نبی ایسے مرحلے میں پایا بھی گیا تو اس کا کام صرف میرے محبوب رسول کی تائید اور حمایت اور اس پر ایمان لا کر اتباع کرنا ہوگا۔

اللہ کے اس نظام نبوت و رسالت میں نہ کوئی رخنہ اندازی گوارہ ہوگی اور نہ کوئی محنت و مشقت یا آرزو و تمنا کی بنیاد پر اس منصب کو پاسکے گا۔ نبوت و رسالت کی یہی حقیقت ہے جسے بعض لوگ نہیں سمجھ سکتے اور اس نظام کو پرانگندہ کرنے کے لئے نبی اور رسول ہونے کے دعوے کی جسارت کرتے رہے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جس طرح اللہ کے محبوب و رسول ﷺ کی شریعت محفوظ ہے اس طرح کوئی شریعت محفوظ نہیں ہے۔ جس طرح یہ کامل اور جامع ہے اس طرح کوئی نبوت اور رسالت کامل اور جامع بھی نہ تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی نبوت و رسالت کی موجودگی میں کسی آنے والے نے کیا کرنا ہے؟ کیا دینا ہے؟ یا کیا لینا ہے؟

مگر کیا کیا جائے ان حاسدین اور معاندین کا جو بنو اسرائیل کی بجائے بنو اسلعل میں آخری نبوت کے نازل ہونے پر حسد اور مفاد میں جل اٹھے اور اس رسالت کے پیغام کو روکنے، نقصان پہنچانے اور جو کر دینے کی شیطانی جسارت میں مبتلا ہو گئے۔ عہد نبوت اور عہد خلافت راشدہ میں ان حاسدین و معاندین نے جو فتنے اور فساد برپا کیے ان سے دنیا واقف ہے، بعد کی صدیوں میں بھی انہی عناصر نے لوگوں کو اکسا اکسا کر یا بھلا بھلا کر نبی بننے کی جسارت پر آمادہ کرتے رہے۔ بیسویں صدی میں بھی ان حاسدین و معاندین اور ان کے ہم نوا شیطانوں نے بعض لوگوں کو نبوت کا دعویٰ کرنے پر اکسایا مگر سب ناکام ہوئے۔ صرف ایک مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کی سلطنت اور حمایت میں امت مسلمہ میں تفرقہ اور فساد ڈالنے پر تیار رہا۔ عجیب بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے کئی دعوے کیے۔ پہلے امام اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا پھر مہدی موعود اور مسیح موعود ہونے کے دعوے کئے اور بالآخر یہ پکارا اٹھے۔

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا

منم احمد و محمد کہ مجتبیٰ باشد

یوں سب کی لوجاں انکار کر اپنے سر پر رکھنے کے منہ کے خیز دعووں کا اعلان کیا۔ یہ بھی ایک انوکھی بات ہے کہ کسی

## عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت

عالم اسلام کے معروف و مقبول صاحب فکر و دانش پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب اہل پاکستان کے لیے جانی پہچانی شخصیت کے حامل ہیں۔ پروفیسر صاحب کی زندگی کا اکثر حصہ درس و تدریس میں گزرا ہے۔ آپ اور نیشنل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور کے پرنسپل رہے ہیں اور ملک و بیرون ملک میں آپ کے ہزاروں شاگرد ملک و ملت کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ درجنوں طلباء نے آپ کی زیر نگرانی ڈاکٹریٹ (P.H.D) کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اس وقت بھی آپ کئی تعلیمی اداروں سے وابستہ ہیں اور وہاں طلباء کو ادب عربی میں اپنی خدمات سے مستفید فرما رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے درج ذیل مضمون میں مسئلہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کو بڑے احسن پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

نبوت اور رسالت اللہ تعالیٰ کا ایک جہ تلاء، فیصل شدہ ازلی اور ابدی نظام ہے۔ انسانیت کی تخلیق کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے روز ازل ہی سے اس انسان جمول و زلول کی رہنمائی کا سامان بھی کر دیا تھا۔ ازل میں حضرت ربانی کی عجب محفل تھی۔ جب اللہ رب العزت نے ارواح انبیاء علیہم السلام کو اس ازلی مقدس مجلس میں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم سب میرے نبی اور رسول تو ہو گے، تمہیں اپنے اپنے وقت میں میرا پیغام حق اپنے اپنا بنائے جس تک پہنچانا ہوگا۔ لیکن میری اس نبوت و رسالت کا نقطہ آغاز اور مرحلہ اختتام دونوں کا تعلق میرے محبوب نبی سے ہے۔ جس کے نور کو میں نے بہت پہلے تخلیق فرمایا اور جسے نور نبوت عام کرنے کے لئے سب سے آخر میں بھیجوں گا۔ میرے اس محبوب رسول کا منصبی فریضہ ہوگا کہ وہ میری ذات اور صفات کی صحیح پہچان کروائے گا۔ میرا پیغام حق صحیح طور پر انسانوں تک پہنچائے گا۔ مگر اس کا یہ کام بھی ہوگا کہ وہ میرے اس نظام نبوت و رسالت کی تصدیق اور تکمیل کے دونوں کام کرے گا۔

اس عدالت ازلی کا فیصلہ یہ تھا کہ ہر نبی کب اور کہاں آتا تھا یہ پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا۔ اسے یہ بھی علم



نام نہاد نبی کے پیروکاروں نے اس کے مرنے کے بعد اس کی موت وصال کا اعلان کیا لیکن مرزا صاحب کے پیروکار انوکھے تھے اور انوکھے ہیں یہ لوگ مرزا صاحب کی جہالت کو سامنے رکھتے ہوئے ٹوہمیاں اور لباس تلاش کرتے رہتے ہیں۔ کوئی اپنے مرنے والے اس بزرگ کے سر پر کھدائی نہیں کرتا کیونکہ وہ تو کئی لباس اپنے امیرے غیروں کو پہنا دیتے ہیں۔ ان کی آرزو یہ ہے کہ کسی وقت سب کچھ ان کا اعلان کر دے اور مرزا صاحب کا ہو جائے ورنہ مرنے کے بعد نبی کا نام بدلنے کا کیا تنگ ہے۔ لوگ شوق سے اپنے نام بدلنے میں انداس کا حق ہے مگر اپنے مرنے ہوئے باپ یا دادا کا نام درست کر دینے کی شرمناک جرات آج تک کسی نے نہیں کی۔ مگر قادیانی اب ”مرزا“ اور ”غلام“ کے الفاظ حذف کر کے صرف احمد، یا احمد موعود یا مسیح موعود کے اسماء العاقبہ کا کھانا کھا رہے ہیں۔

اس گروہ کے لوگوں نے اپنے پرانے آقاؐ کی ولی نعمت یعنی انگریز بہادر کا سہارا لینے کی پستی کی مگر انگریز کو اب اس کی ضرورت نہ تھی اس لئے یہ سہارا حاصل کرنے میں بری طرح ناکام ہوئے۔ البتہ گمراہی پھیلانے کے لئے حسب سابق مختلف گوشوں میں سرگرم رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی (قادیانی) اللہ کے محبوب و رسول ﷺ کے ازلی دشمنوں یعنی یہودیوں کا سہارا حاصل کرنے میں کافی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں۔ یہودی روئے زمین سے اسلام اور مسلمانوں کو نابود کر دینے کی آرزو پالتے چلے آ رہے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کو بگاڑ کر دینے انسانیت میں ان کے خلاف نفرت اور حقارت عام کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اب یہ قادیانی حضرات بھی ان کے ساتھ شامل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں مگر حشر و دلوں کا وہی ہے جو چودہ صدیوں سے ہو رہا ہے۔ اب بھی انجام کار اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی دین کو غالب کرنا ہے کسی گورے کالے کے گھڑے ہوئے ڈھکوسلے کو حسرت ناکام کے علاوہ کچھ ملنے والا نہیں۔

\*\*\*\*\*

پروفیسر مغیث الدین شیخ

﴿صدر شعبہ ابلاغیات، پنجاب یونیورسٹی﴾

ملت اسلامیہ سے جھٹک دیے جانے کے باوجود قادیانیت ایک ایسا ناسور ہے جو اپنے غلیظ عقائد و نظریات کے ماتھے پر اسلام کا لیل چمکائے رکھنے پر اصرار کرتا ہے۔ عالمی صیہونی تحریک کا آلہ کار یورپ کا تربیت یافتہ اور اسرائیل نوازیہ گروہ دراصل اپنے مغربی آقاؤں کے مخصوص مقاصد و مفادات کی خاطر امت مسلمہ کی بڑیں کھکھلی کرنے کے لیے مسلمانوں سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتا۔

﴿14 اگست 1989ء﴾

سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور مبارک  
کی پہلی عظیم الشان فتح  
﴿شہر ابوبکر رضی اللہ عنہ﴾

امیر محترم حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی صاحب کے فرمان کے مطابق ماہنامہ العاقب میں نوخیز قلم کاروں کے لیے چند صفحات خاص کیے گئے ہیں۔ محمد ابوبکر رضا کی طرح تمام قارئین کو اس سلسلے میں طبع آزمائی کے لیے دعوت خاص ہے۔ محمد ابوبکر رضا جامعہ نظامیہ رضویہ کے فاضل اور علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ موصوف نے پہلی مرتبہ اپنے خیالات کو مربوط انداز میں ضبط تحریر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے کیونکہ ہمارے آقا و مولیٰ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی خاص گائوں، بستی، قوم یا علاقے کے لیے رسول بن کر مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ پوری دنیا کے لیے اور ہر زمانے کے لیے نبی بن کر تشریف لائے۔ خداوند قدوس نے نبی کریم ﷺ کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا۔ نبی غیب دان ﷺ نے اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد یہ پیش گوئی ارشاد فرمائی کہ میرے بعد تیس (۳۰) کذاب و دجال آئیں گے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔

آج ہم اگر تاریخ کے اوراق پلٹیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ ان دجالوں میں سے اکثر نے اپنی باطنی خواہش کو لوگوں کے سامنے آھکا کر دیا ہے۔ کذابین کی اس لسٹ میں سرفہرست جو نام نظر آتا ہے وہ مسیلہ بن حبیب کا ہے جو تاریخ میں مسیلہ کذاب کے نام سے مشہور ہوا۔ مسیلہ کذاب نے دور رسالت مآب میں ہی حضور اکرم ﷺ کی صداقت کو واضح کرنے کے لیے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا۔

میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دنیا میں ظاہری آخری ایام تھے جب مسیلہ کی خواہش کو لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئی۔ مسیلہ کذاب میں بذات خود ایسی کوئی بات نہ تھی جو اس کی تقویت و تفسیر کا باعث بنتی البتہ اس کی قوت کا باعث اس کے قبیلہ بنو نضیر کا ”نہار الرجال“ نامی شخص تھا۔ یہ شخص مدینے میں آیا اور بظاہر اسلام قبول کیا۔ بعد میں مدینہ منورہ میں رہ کر اسلامی احکامات سے آگاہی حاصل کرنے لگا، جب وہاں سے سند فراغت



حاصل کی تو حضور ﷺ نے اسے اپنے قبیلے میں جا کر تبلیغ کرنے کا حکم فرمایا۔

جب مسیلہ نے اپنے حبش باطن کا اظہار کیا تو یہ بھی ارتداد کرتے ہوئے اس کے گروہ بد میں بطور مشیر شامل ہو گیا۔ اس کے جہنم میں استقرار و دوام کے لئے تو یہی عمل کافی تھا لیکن اس نے درجہات جہنم کو بڑھانے کے لیے تم بالائے تم کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی طرف ایک جھوٹا قول منسوب کر دیا کہ حضور اکرم نور جسم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ”مسیلہ میرے ساتھ نبوت میں شریک ہے۔“ (نور باللہ من ذالک)

بنو حنیفہ کے لوگوں کے علم میں جب یہ بات آئی کہ نہار الرجال نبی کریم ﷺ کے قول کے مطابق اس کی نبوت کی تصدیق کر رہا ہے تو بنو حنیفہ کے سارے لوگ مسیلہ کا دعویٰ نبوت قبول کرنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک بھاری جمعیت مسیلہ کی تائید میں کھڑی ہو گئی۔

خلیفۃ الرسول، امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مختلف بغاوتیں اور ارتدادی فتنے سر اٹھا رہے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان بغاوتوں اور ارتدادی فتنوں کی سرکوبی کے لئے عساکر اسلامیہ روانہ کئے۔ ان عساکر میں سے جو لشکر مسیلہ کذاب کی سرکوبی کے لیے یمامہ کی سرزمین کی طرف روانہ کیا گیا اس کی کمانڈر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کے ہاتھ میں تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک اور لشکر ان کی کمک اور مدد کے لیے حضرت شرجیل بن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ فرمایا۔ مسیلہ شاطر دماغ تھا چنانچہ اس نے دونوں لشکروں کو ملنے نہ دیا اور یکے بعد دیگرے دونوں سے ٹکر لے کر دونوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو کسی اور محاذ پر منتقل کر دیا اور حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ یمامہ کے قریب ہی پڑاؤ ڈال کر اگلے حکم کا انتظار کریں۔

چونکہ دو اسلامی لشکر مسیلہ کذاب کے بھاری بھر کم لشکر سے پسپائی اختیار کر چکے تھے اس لئے اب کسی عام سالار کو مسیلہ کے مقابلے میں روانہ کرنا درست نہ تھا۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بار اللہ کی تلوار کو بے نیام کیا اور مسیلہ کے مقابلے میں سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یمامہ جانے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ یہ ایسی تلوار ہے جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے دشمن کا سر قلم کر دے گی اور اس کی قوت کا شیرازہ بکھیر دے گی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنا لشکر ساتھ لیا اور طوفان کی طرح یمامہ کی طرف بڑھے۔ راستے سے حضرت

شرجیل رضی اللہ عنہ کے لشکر کو ساتھ لیا اور شیر کی طرح یمامہ پر جا چھپے۔ مسیلہ کا لشکر یمامہ کے علاقے عقریاء میں جمع تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچے اور دونوں لشکروں نے اپنی صفیں سیدھی کر لیں۔

یہ دن تاریخ کا اہم ترین دن تھا کہ اہل اسلام اور متبعی یمامہ کا مقابلہ ہونے والا تھا۔ پورے عرب کی نظریں یمامہ کے میدان پر جمی ہوئی تھیں بلکہ ایران کے لوگ بھی بڑی بے صبری کے ساتھ اس جنگ کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے۔ مسیلہ کذاب کے لشکر کی اس یقین کے ساتھ میدان میں آئے تھے کہ فتح ان ہی کا مقدر ہے چاہے اس کے لیے انہیں اپنی جانیں کیوں نہ قربان کرنی پڑیں اس کے علاوہ انہیں اپنی عددی فوقیت پر بھی بڑا گھمنڈ تھا۔

دوسری طرف مسلمان اپنے گھربار چھوڑ کر کوسوں میل دور اس جذبے کے ساتھ آئے تھے کہ اللہ کے دین کی حفاظت ان کے لیے فرض عین ہے اور اس لشکر کی کمانڈ اس سالار کے ہاتھ تھی جس پر رسول خدا ﷺ کو فخر تھا اور جو بلا شبہ اس زمانے میں سالار اعظم تھا جس کا نام ہی دشمنوں کے چٹکے چھڑانے کے لیے کافی تھا۔

جنگ کے آغاز سے قبل ابن مسیلہ لشکریوں میں گھوم پھر کر ان کو غیرت دلا کر مورال بلند کرنے کے لیے پر جوش انداز میں باتیں کر رہا تھا اور ان الفاظ کے ساتھ ان کے جذبات ابھار رہا تھا کہ ”اے بنو حنیفہ! آج تمہاری غیرت کا امتحان ہے اگر تم شکست کھا گئے تو تمہاری عورتوں کو لوٹ لیا جائے گا، تمہاری بیویوں کے نکاح زبردستی دوسروں سے کر دیے جائیں گے۔ اپنے حسب و نسب اور اپنی عورتوں کی عزت بچانے کے لیے مسلمانوں کو مار ڈالو۔“

دوسری طرف مسلمانوں میں یہ بحث چھڑ گئی کہ آیا مہاجرین و انصار بھادور ہیں یا اہل باد یہ (دیہاتی لوگ)۔ مہاجرین و انصار کا دعویٰ تھا کہ ہم ماہر جنگ ہیں جبکہ بدوی کہتے کہ مکہ و مدینہ کے لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ جنگ کسے کہتے ہیں؟

جب جنگ کے طبل بجا دیے گئے تلواروں کو بے نیام کر لیا گیا اور جنگ کا آغاز ہو گیا تو اس فخر و مباہات کا نتیجہ بھی سامنے آ گیا کہ مسلمانوں کا وہ اتحاد جو دشمنوں کو ناکوں پہنے چھوڑ دیتا تھا وہ کمزور پڑ چکا تھا۔ اس وجہ سے بنو حنیفہ کچھ دیر کے لیے اپنا پلہ بھاری کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مسلمان اپنی صفوں میں پیچھے ہٹتے چلے گئے اور مسیلہ کذاب کے لشکر کی فتح و کامرانی کے نشے میں مست آ گئے بڑھتے بڑھتے مسلمانوں کے ٹیموں تک پہنچ گئے۔

پیچھے ہٹنے اور کے باوجود مسلمانوں نے اس پہلے پہلے میں مسیلہ کذاب کے سینکڑوں آدمیوں کو قتل کر دیا۔ ان قتل ہونے والوں میں سب سے پہلا مقتول وہی نہار الرجال تھا جس نے فتنہ مسیلہ کو تقویت دی تھی۔ اس مردود کو واصل



جہنم کرنے کی سعادت خلیفہ دوم حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔

مسلمانوں کی وقتی پسپائی کے باوجود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے عزم و استقلال میں کمی نہ آئی نہ ان کے دل میں شکست کا خیال پیدا ہوا۔ انہوں نے بھانپ لیا کہ اس وقتی پسپائی کی وجہ وہی بیان بازی اور تفاخر ہے جو مسلمانوں کے دوسروں میں پیدا ہو چکا تھا۔ اس موقع پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جنگی مہارت و فراست نے کام دکھایا۔ آپ نے اعلان کر دیا کہ: ”مسلمانو! علیحدہ علیحدہ ہو کر جنگ کرو تا کہ معلوم ہو جائے کہ کس قبیلے نے زیادہ بہادری کا مظاہرہ کیا ہے۔“

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اس حکمت عملی کا اثر تھا کہ مسلمانوں نے اس کارِ خیر میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کے لیے اور مسیلہ کذاب کے لشکر کو زیر کرنے کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ جوش و خروش سے حملے کیے اور گروہ مسیلہ کو ہتادیا کہ ابھی تک کوئی مائی کا لعل پیدا نہیں ہوا جو محمد عربی رضی اللہ عنہ کے غلاموں کو شکست دے سکے۔

انصار مدینہ کے ایک سردار حضرت قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف منہ کر کے کہا کہ جس کی یہ عبادت کرتے ہیں میں اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے ایسا پُر جوش حملہ کیا کہ کئی دشمنانِ خدا واصل جہنم ہوئے۔ حضرت قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ ایسا لڑے کہ ان کے جسم کا شاید ہی کوئی ایسا حصہ ہو جہاں پر زخم نہ لگا ہو چنانچہ آپ جان بازی سے لڑتے لڑتے اور فرشتوں سے دادِ تحسین وصول کرتے جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

اسی طرح صنادیدِ عرب (عرب قبائل) میں سے ایک بہادر حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب مسلمانوں کو کمزور پڑتے دیکھا تو کدو کی تیزی سے ان کے سامنے آئے اور باواز بلند پکارے ”میں براء بن مالک ہوں، مسلمانو! میری بیروی کرو۔“ آپ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر دشمنوں سے ایسا جہاد کیا کہ ان کو ان کے اصلی مقام پر لا کھڑا کیا۔

دورانِ جنگ چیز آمدھی چلنے لگی جس کی وجہ سے ریت اُڑا کر مسلمانوں کی آنکھوں میں پڑنے لگی اور جنگ کو جاری رکھنا دشوار لگنے لگا۔ لوگوں نے اس کا ذکر حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ”مسلمانو! نظریں نیچی کر لو اور ثابت قدمی سے لڑو۔“ پھر خداوندِ قدوس کی قسم اٹھاتے ہوئے کہا: ”واللہ! میں آج اس وقت تک کسی سے کلام نہیں کروں گا جب تک فتح حاصل نہ ہو جائے یا مجھے شہادت کا رتبہ نہ مل جائے۔“ پھر آپ بے جگری سے لڑے اور بیسیوں مرد و دوں کا خاتمہ کیا یہاں تک کہ خود مرتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

تمام مسلمانوں نے اسی طرح جوش و خروش سے لڑنے کا عزم کیا اور شجاعت و بہادری کے لیے اب میلہ تاریخ میں رقم کیے کہ دنیا کی نظریں ادب سے جھک گئیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے کانوں میں جب یہ بلند و بالا پُر جوش آوازیں گونجیں تو انہیں اپنی فتح کا کامل یقین ہو گیا لیکن وہ چاہتے تھے کہ فتح کا حصول حتی الامکان جلد ہو جائے تاکہ زیادہ خون خرابہ نہ ہو۔ میدانِ جنگ کا جائزہ لینے پر آپ کو نظر آیا کہ بنو حنیفہ کے لوگ مسیلہ کذاب کے گرد منڈلا رہے ہیں اور اس کی حفاظت اپنی جان سے بھی بڑھ کر رہے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مسلمانوں کی فتح و کامرانی کا راز اور اس جنگی آپریشن کا انتقام مسیلہ کذاب کی موت پر ہے چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر مسیلہ کے محافظین پر حملہ آور ہوئے۔ ادھر مسیلہ کے محافظوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو نشانہ بنا کر آپ پر تار توتڑ حملے شروع کر دیے۔ آپ ان کے بس میں کہاں آتے، انہاں جو بھی آپ کے سامنے آتا پناہ نہ کٹا بیٹھتا۔

مسیلہ کذاب نے جب دیکھا کہ اس کے حواریوں کی تعداد ہر سرعت کم ہوتی جا رہی ہے اور مسلمان تیزی سے ان کو قتل کیے جا رہے ہیں تو اس نے خود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آنے کا ارادہ کیا لیکن معاذِ خیال آیا کہ اگر مقابلہ کیا تو لا محالہ مارا جاؤں گا۔ مسیلہ اسی پریشانی میں تھا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھیوں پر ایک زوردار حملہ کیا تو وہ چلا کر اپنے گرد مسیلہ کذاب کو بولے کہ: ”آپ کے وہ وعدے جو آپ نے اپنی فتح کے متعلق کیے تھے کہاں گئے؟“ اس وقت تک مسیلہ کذاب کا حوصلہ جواب دے چکا تھا اور اس نے میدانِ جنگ سے فرار کا عزمِ مصمم کرتے ہوئے اپنی قوم سے کہا: ”اپنے حسب و نسب کے لیے لڑتے رہو“ اور خود مسیلہ بھاگ گیا۔

اب بنو حنیفہ میں اتنا دمِ غم کہاں تھا کہ ان کا سردار مسیلہ کذاب ان کو مسلمانوں کی تلواروں کے سپرد کر کے راہِ فرار اختیار کر چکا تھا چنانچہ انہوں نے بھی میدانِ جنگ سے پیٹھ دکھانی شروع کر دی۔ اس وقت بنو حنیفہ کے ایک حاضر و ماغ اور بہادر سردار حکم بن طفیل نے پکار کر کہا: ”بنو حنیفہ! باغ میں داخل ہو جاؤ۔“ چنانچہ سارے بھاگنے والوں کا رخ باغ کی طرف ہو گیا۔ جس باغ میں مسیلہ کذاب چلا گیا تھا اسی باغ میں اس کے سارے چلے آئے۔

حکم بن طفیل نے انہیں اپنے ہاتھوں کو لے کر مسلمانوں کے مقابلے میں آگیا تاکہ مسلمان بھاگنے والوں کا



تغائب نہ کر سکیں چنانچہ لڑتے لڑتے مسلمانوں نے اسے بھی اس کے ساتھیوں سمیت جہنم واصل دیا۔

مردوں نے مکمل فتح کے حصول کے لیے اس باغ کا محاصرہ کر لیا جس میں بنو حنیفہ اور مسیلہ کذاب چھپ چکے تھے۔ بنو نضل و عریض باغ مسیلہ کذاب کی ملکیت تھا اور قلعوں کی طرح اس کے چاروں طرف مضبوط دیواریں تھیں۔ ان کی کوشش کے باوجود مسلمان باغ کی دیواروں میں کوئی ایسی جگہ تلاش نہ کر سکے جہاں سے وہ باغ میں داخل ہو کر اپنی فتح کو یقینی بنا سکیں۔ آخر کار وہی براء بن مالک رضی اللہ عنہ جو پہلے داقحین وصول کر چکے تھے آگے بڑھے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ: ”مجھے باغ کے اندر پھینک دو میں دروازہ کھول دوں گا“ لیکن مسلمان کہاں راضی ہو سکتے تھے کہ ان کے ایک ہڈی اور روبرے باک ساتھی کو دشمنوں کے ہاتھوں کوئی گزند پہنچے۔ مگر حضرت براء رضی اللہ عنہ نے اصرار کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگے ”میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے باغ کے اندر پھینک دو۔“

اب مسلمانوں نے قسم کی وجہ سے مجبور ہو کر ان کو دیوار پر چڑھادیا۔ دیوار پر چڑھ کر حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جب دوسری طرف جھانکا تو ٹھٹکے لیکن پھر اللہ کا نام لے کر دوسری طرف کود پڑے اور دشمنان رسول ﷺ سے دودھ ہاتھ کرتے دائیں بائیں اُن کو مارتے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ آپ بیسیوں آدمیوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد دروازے پر پہنچے اور بڑی پھرتی سے دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔

مسلمان جو دروازہ کھلنے کے ہی منتظر تھے دروازہ کھلتے ہی اندر داخل ہو گئے۔ اب گاجر مولیٰ کی طرح نبی کریم ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کے پیروکاروں کے سر کٹنے لگے۔ بنو حنیفہ نے جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی ایک نہ چلی۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ جن سے جنگ اُحد میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا جرم سرزد ہوا تھا اور پھر فتح مکہ کے موقع پر بصورت قبول اسلام اس جرم سے معافی کا پروانہ ملا تھا اس جنگ میں مجاہدین کی صف میں شامل تھے۔ انہوں نے مسیلہ کذاب کو دیکھا تو اپنا خطرناک ہتھیار چھوٹا سا نیزہ جسے وہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے تاکہ مسیلہ کذاب کو مارا جو سیدھا اس کے سینے میں جا کر پیوست ہو گیا۔ اسی وقت ایک انصاری صحابی نے بھی اپنی تلوار کا وار مسیلہ کذاب پر کیا۔ ان دونوں ضربوں نے اس دھرتی کو مسیلہ کذاب کے ناپاک وجود سے پاک کر کے اسے جہنم کی راہ دکھا دی۔

جنگ کے بعد اکثر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ معلوم نہیں مسیلہ کذاب نے قتل کیا لیکن اگر مسیلہ کو دوبارہ زندہ کی ملتی تو وہ یہی کہتا کہ مجھے اس سیاہ فام غلام نے قتل کیا ہے۔

جب بنو حنیفہ نے مسیلہ کذاب کی قتل کر دی تو ان کے بڑے چیلے ہی راجہ رہے تھے بالکل جواب دے گئے۔ ان میں سے جس کا جدر من تھا وہ اسی ملک ہماگ تھا۔ عرب میں اس سے پہلے اسی نوزیر جنگ کہی نہ ہوتی تھی۔ اس باغ کا نام جنگ سے پہلے بنو حنیفہ اور عریض کے تھا لیکن جنگ کے بعد بنو حنیفہ الموت کہ پڑ گیا۔

باغ کا معرکہ ختم ہونے پر سیدنا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے چہار اطراف میں اپنے فوجی دستوں کو روانہ کیا تاکہ جو لوگ باغ سے بھاگے ان کو اس دنیا سے ہٹا کر مسیلہ کذاب کے پاس پہنچا دیا جائے۔ جب جنگ ختم ہوئی تو ایک قبیلہ کے رہنے والے مسیلہ کی لاش بھی پہچان لی گئی۔ اس کی لاش کو دیکھ کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ”یہ ہے وہ شخص جس نے تمہیں گمراہ کر کے ایک عظیم فتنہ برپا کر دیا؟“

یہ جنگ تاریخ میں ”جنگ ہماگ“ کے نام سے مشہور ہوئی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ پہلی عظیم الشان فتح تھی جو مسلمانوں کو ملی۔ اس جنگ میں مسیلہ کا آدھے سے زیادہ لشکر اس کے ساتھ اس دنیا کو چھوڑ گیا جس کی تعداد اکیس ہزار (21000) کے قریب ہے۔

مسیلہ کذاب کی سرکوبی کے لیے اس عظیم الشان مہم میں تقریباً 1200 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مرتبہ شہادت حاصل کیا۔ ان میں سے 370 مہاجرین 300 انصار مدینہ اور باقی مختلف قبائل کے لوگ تھے۔ ان شہداء میں تقریباً 700 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حفاظ تھے جن کی شہادت سے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔

اس جنگ میں جھوٹے نبی کو اس کے باطل دعوے کے ساتھ مٹی میں ملا دیا گیا۔ تاریخ کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ جس ولد الحرام نے بھی نبی کریم ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والوں کی ناپاک لڑی کا حصہ بننے کی کوشش کی اس کو مع اس کے تبیین اس کے ازلی ٹھکانہ جہنم میں پہنچا دیا گیا۔ ان وقتوں میں مسلم حکمران برسر اقتدار تھے جن کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع جل رہی تھی لیکن قادیانیوں کا نبی مرزا گاما کا نا اُس وقت کی انگریز حکومت کی ملی بھگت سے نبوت کی خود ساختہ کرسی پر براجمان ہوا تھا۔ اسی لیے اس فتنے پر قابو نہ پایا جاسکا اور وہ اپنے باطل عقائد و نظریات اور مذموم سرگرمیوں کی وجہ سے اسلام میں ایک ناسور کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ رب ذوالجلال سے عاجز انسانہ التجاء ہے کہ وہ ہمیں کوئی ایسا صالح حکمران عطا کرے جو قادیانیوں سمیت تمام باطل فتنوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے اور اس دھرتی کو ان کے ناپاک وجود سے پاک فرمائے۔ ﴿لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ﴾ (الانبیاء) ﴿وَالْمُؤْمِنِينَ﴾ (سجۃ)







مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی دارالعلوم عظیمیہ جہاد شاہ بستی انڈیا کے صدر مدرس اور معروف مقرر ہیں۔ رد قادیانیت کے ضمن میں آپ کی کتاب ”قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت“ کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں فتنہ قادیانیت کی تاریخ و عقائد اور اس کے انسداد کے لیے کی گئی جدوجہد کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

یہود و نصاریٰ اپنے تمام تر آپسی شقاق و نفاق اور اختلاف کے باوجود ہمیشہ سے دین اسلام پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے مخالف و دشمن رہے ہیں اور رہتی دنیا تک ان کی دشمنی جاری رہے گی۔ اسلام کے استیصال اور مسلمانوں کے خلاف ان کی خفیہ اور ظاہری ریشہ و انیاں جگ ظاہر ہیں جو ہجرت مدینہ کے بعد ہی شروع ہو گئی تھیں۔

شروع سے ہی ان دونوں طاقتوں نے اپنے مقصد کے لیے کئی طریقے اپنائے۔

① اسلام دشمن طاقتوں کو اسلام کے خلاف ہر ممکن امداد و تعاون کیا۔

② منافقین کی شکل میں مسلمانوں کی صفوں میں خارجی ایجنٹ داخل کر دیے۔

③ مسلمانوں کے اندر اعتقادی کشمکش اور تذبذب پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

④ مال و زر اور منصب و اقتدار کا لالچ دے کر خود مسلمانوں کے اندر ہی سے مسلمانوں کے بھیس میں اسلامی اعتقاد و اتحاد کے خلاف سازشیں رچنے والے افراد اور فرقے پیدا کیے اور ان کے بھرپور حوصلہ افزائی و پشت پناہی کی اور انہیں مادی و معنوی تعاون دیتے رہے جس کی وجہ مسلمانوں میں قرون اولیٰ ہی سے نئے نئے فرقے پیدا ہوتے رہے جیسے مرجئیہ، شیعہ، معتزلہ وغیرہ اور پھر بعد میں سبائیت، وہابیت، دیوبندیت، قادیانیت، نیچریت وغیرہ۔

اسی سازش کے نتیجے میں دور نبوت ہی میں جھوٹے مدعیان نبوت مسیلہ کذاب، اسود عتسی اور سحاح بنت حارث (ایک عورت) نے نبوت کے بندہ و رازے میں میندھ مارنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد سے تا حال یہ سلسلہ جاری ہے اور آئندہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ حدیث کی روشنی میں تیس کی تعداد پوری نہیں ہو جائے گی۔ حضو

رخاتم الانبیاء ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ”والله سبحانه وتعالى أعلم“ ”بے شک میری اطلاع سے زیادہ صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔“ خاتم النبیین لانی بعدی کہ ترجمہ: ”بے شک میری اطلاع سے زیادہ صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔“ اپنے کو نبی کہے گا جب کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالخصوص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت معاذ بن جبل، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد وہی اللہ کے ان واعلیٰ دشمنان دین کی سخت سرکوبی فرمائی۔ دور نبوت کے بعد دور رسالت میں ان کے جھوٹے دعوے وادوں میں طلحہ بھی تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا۔ اسی دمرے میں ایک نام کار اعلیٰ کا بھی ہے جس کی سرکوبی حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔

خلافت راشدہ کے بعد بھی کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ارتداد اور دعوائے نبوت کی وجہ سے انہیں اس زمانے کے مسلم حکمرانوں اور علماء و مشائخ نے خارج از اسلام قرار دینے کے ساتھ ساتھ گرفتار کر کے سزائے موت دی اور اسلام اور مسلمانوں کو ان کے شر سے بچایا۔ اموی خلیفہ عبدالملک کے دور میں حارث نام کے ایک شخص نے اور عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں بھی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

1900ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی سازش اور منصوبے سے قادیان، بھارت پنجاب میں تدریجاً بڑی ہوشیاری سے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔

مرزا نے تقریباً چوبیس سال کی عمر میں انگریزی حکومت کے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے آفس میں چند روپے ماہوار تنخواہ پر بحیثیت کلرک نوکری شروع کی اور اس طرح اس نے تاج برطانیہ کا قرب حاصل کیا اور انگریز سامراج نے مرزا کو اپنے مطلب کا آدمی پاکر مسلمانوں میں افتراق و انتشار کے لیے خوب استعمال کیا۔

پہلے اس نے آریوں اور پارسیوں کے خلاف مناظر و مصلح کی حیثیت سے کام شروع کیا، جس سے خواص و عوام کا ایک حلقہ متاثر ہوا پھر ملہم و مجدد ہونے کا دعویٰ کیا 1888ء میں مہدی موعود بنا پھر 1890ء میں حیات مسیحی ﷺ کا انکار کیا اور مثیل مسیح بنا اور پھر غلطی و بردوزی اور غیر تشریحی نبی اور پھر عین نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ منتہی قادیان، مرزا قادیانی 28 مئی 1908ء میں اچانک سینے میں مبتلا ہو کر لاہور میں پاخانہ کے اندر مر گیا اور قادیان میں دفنایا گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی قیادت میں فتنہ قادیانیت نے بہت سے عوام کے ساتھ پڑھے لکھے کچھ خواص کو بھی متاثر کیا۔ اس کی سب سے بڑی کتاب ”بہان احمدیہ“ شائع ہوئی تو غیر مقلد مولوی محمد حسین مانووی نے اس کی تعریف



کی اور اس کے حق میں طرف دارانہ تبصرہ اور دفاع کیا، حتیٰ کہ مرزا قادیانی اسی محمد حسین ٹالوی کی مسجد میں لاہور کے اندر کافی دنوں تک مہمان بھی رہا۔

اہل حق علماء اہلسنت نے اس کی پہلی کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت سے مرزا کے اگلے منصوبوں کی بدبو محسوس کر لی اور اس کی مخالفت اور تعاقب کے لیے کمر بستہ ہونے لگے۔ ان میں سرفہرست حضرت مولانا غلام دہگیر قصوری، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، حجت الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی، قاضی قادیانیت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، متوفی مولانا پیر سید جماعت علی شاہ، پروفیسر الیاس برنی قادری، مولانا کریم الدین دیر، مولانا محمد حسن فیضی، مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی صدیقی علیہم الرحمۃ ہیں۔

پیر سید مہر علی شاہ صاحب کو ان کے پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کی سرکوبی کی ہم پر لگایا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ نے اس کے خلاف رائے عامہ ہموار کی اور دیگر علماء کو لے کر دورے کیے آپ کی تحریک سے مرزا بوکھلا اٹھا اور گالی گلوچ پر اتر آیا۔ 1899ء میں آپ نے رد قادیانیت میں ”شش الہادیہ“ نامی کتاب لکھ کر حیات مسیح پر بدست دلائل قائم فرما کر اس کی دجیاں بکھیر دیں، جس سے بوکھلا کر مرزا قادیانی نے شاہ صاحب کو عربی تفسیر نویسی کا چیلنج دے دیا۔ شاہ صاحب چیلنج قبول کر کے مقررہ تاریخ 25 اگست 1900ء سے ایک دن پہلے ہی لاہور پہنچ گئے لیکن مرزا سامنے نہیں آیا بلکہ اس نے یہ جھوٹا اشتہار چسپاں کر دیا کہ پیر مہر علی شاہ فرار ہو گئے ہیں۔ اس موقع پر لاہور میں مسلمانوں کا غیر معمولی ازدحام ہوا تھا۔ لوگ لاہور میں شاہ صاحب کی موجودگی اور مرزا کی عدم موجودگی سے حیران رہ گئے اور جشن فتح میں علماء و مشائخ کی تقریروں سے بھی مرزا کے مکر و فریب کا پردہ چاک ہوا اور بہت سے لوگوں نے قادیانیت سے توبہ کر لی۔ اس کے علاوہ وہ سادہ لوح لوگ جو مرزا کی اصلیت کا علم کم رکھتے تھے حقیقت سے آگاہ ہو کر اس پشیمے ہوئے فتنے سے دور و نفور ہو گئے۔

شاہ صاحب نے مرزا کی عربی تفسیر اعجاز المسیح کے جواب میں 1902ء میں ”سیف چشتیائی“ تحریر فرمائی اور مرزا کی عربی دانی کی قلمی کھول دی اور اس کے دعوؤں کی دجیاں بکھیر دیں۔

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے 1908ء میں بمقام لاہور مرزا کو مہلبہ کی دعوت دی لیکن مرزا نے انکار کر دیا آپ نے انکار ہونے پر سرعام مرزا کی عبرت ناک موت کی پیش گوئی فرمائی جو اسی سال مرزا کی پاخانے میں موت کی شکل میں صحیح ثابت ہوئی۔

چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ متوفی 1921ء نے اپنے فرض

منصوبی تجدید و احیائے دین اور سرکوبی اعدائے دین کی ادا ہو گئی کرتے ہوئے قادیانیت کا بھرپور رد و ابطال اور زبردست تنقید و تعاقب کر کے قادیانیت کا خرابی شیش محل پور پور کر دیا۔ رد و ہدایت کے ساتھ رد قادیانیت میں بھی آپ کا کارنامہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ آپ کے کام کی قدروانی آپ کے حریف و ہابی بھی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس سلسلے میں آپ نے پانچ رسالے تصنیف فرمائے۔ ① جزاء اللہ علوہ بابا لہ ختم النبوة (ختم نبوت کے انکار پر دشمن خدا کو خدا کی سزا) 1317ھ ② السوء والعقاب علی المسیح الدجال (جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب) 1320ھ ③ لہر الدیان علی المرشد بقادیان (قادیانی مرتد پر قہر خداوندی) 1323ھ ④ المبین ختم النبیین (ختم نبوت بیان کرنے والا رسالہ) 1326ھ ⑤ الجراز الدیانی علی المرشد القادیانی (قادیانی مرتد پر خدائی تلوار) 1340ھ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے بڑے صاحب زادے حجت الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ نے قادیانیت کے روٹ میں ⑥ الصارم الربانی لکھی اور ان کے نامور خلیفہ مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی نے جو مرزائی حقیقت کا اظہار کیا۔

قادیانیت کی نشو و نما سے آج تک علماء و مشائخ علمی و سیاسی ہتھیاروں سے لیس ہو کر مرزائی فتنے کے استیصال اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک میں برابر سرگرم عمل رہے۔ تاریخی اعتبار سے ان علماء کی سرگرمیوں کو چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور 1890ء سے 1947ء تک۔ دوسرا دور 1947ء سے 1953ء تک۔ تیسرا دور 1953ء سے 1974ء تک اور چوتھا دور 1974ء سے تاحال۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوسرے دور 1947ء میں تقسیم ہند کا سانحہ پیش آیا اور ایک نیا مسلم ملک پاکستان وجود میں آیا۔ قادیان تو بھارت کا ہی حصہ ہا مگر چونکہ قادیانی اثرات زیادہ تر پاکستان میں تھے اسی لیے قادیانی مرکز پاکستانی پنجاب کے مقام ”ربوہ“ میں قائم ہوا۔ پاکستان بنا تو پاکستانی حکومت میں بہت سے قادیانی بھی کھس آئے حتیٰ کہ خواجہ ناظم الدین کے دور وزارت عظمیٰ میں وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی رہ چکا ہے۔ اب قادیانی حکومت کی مشینری کا حصہ بن کر قادیانیت کی جڑیں مضبوط کرنے میں لگ گئے اور جب خطرناکی حد سے بڑھنے لگی تو سارے فرقوں کے علماء کو اس فتنے کے سد باب کی فکر ہوئی۔

1953ء میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی جس میں حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی، مولانا ابوالحسنات قادری، مولانا عبدالستار خان لاری، مولانا عبدالحامد ہدایتی علیہم الرحمۃ وغیرہ نے بنیادی کردار ادا کیا۔ ان حضرات نے سیاسی



و حکومتی سطح پر کوششیں شروع کیں اور 1953ء میں لاہور میں کنونشن منعقد کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا زوردار مطالبہ کیا۔ تحریک کے دوران وزیراعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین سے یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔ ان مطالبات کے لیے مسلمانوں نے جان و مال کی بازی لگادی۔

1974ء میں وزیراعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں خلیفہ اعلیٰ حضرت، مبلغ اسلام علامہ عبدالحلیم میرٹھی کے شہزادے، قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی اور دیگر علماء کی قیادت میں 3 جون 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مسئلہ پاکستانی پارلیمنٹ میں اٹھایا گیا۔ اس مطالبے کو تحریک کے ہیرو علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے نیشنل اسمبلی پاکستان میں پیش فرمایا۔ بحث کے بعد آخر کار پاکستان میں قانونی طور سے قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس طرح عاشق رسول ﷺ، محافظ ناموس رسالت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ نے قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔ اب قادیانیت کو پاکستان میں سرچھپا نا مشکل ہو گیا اور اسے پاکستان بدر ہو کر یورپ میں پناہ لینے پر مجبور ہونا پڑا۔ غیر مسلم اقلیت قرار دے دیے جانے کے بعد قادیانیت نے یورپ و امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے دوسرے ملکوں میں ہاتھ پیر پھیلانا شروع کر دیے لیکن علماء و مشائخ وہاں بھی اس کے تعاقب میں مصروف جہاد ہیں۔



## گزشتہ شمارے کے جوابات

- جنگ یمامہ میں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے خلیفہ دوم، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔
- شہزادہ اعلیٰ حضرت، حجت الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ نے رد قادیانیت کے ضمن میں ﴿الصارم الربانی علی اسراف القادیانی﴾ نامی کتاب تصنیف فرمائی۔
- آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو 29 اپریل 1973ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

﴿درست جواب دینے والے خوش نصیب﴾

﴿اعجاز ہاشمی لاہور﴾، ﴿شیخ منیر احمد﴾، ﴿سرور محمود﴾، ﴿رانا اکرم ایڈووکیٹ﴾

﴿ملک دلاور﴾، ﴿عبدالستار ملتان﴾، ﴿عبدالکریم اشعر، سیالکوٹ﴾



نُرشدانِ وقت، مخدومانِ اربابِ صفا  
ہاں ثارِ انجی، مدحتِ گرانِ مصطفیٰ ☆  
برقی خرمن سوزِ باطل تھے یہ دونوں حقِ نوا  
حفظِ ناموسِ محمد اُن کا نصبِ العین تھا  
دونوں شمشیرِ برہنہ، مصلحتِ نا آشنا  
کچھ نہ تھا اُن کی زباں پر کلمہ حق کے سوا  
تمدنی بادِ مخالف سے نہ گھبرائے ذرا  
مصطفیٰ ☆ کا پرچم عظمتِ سدا اُونچا رکھا  
دونوں علم و معرفت کے آفتاب و ماہتاب  
دوئوں عالمگیرِ مداحانِ محبوبِ خدا  
برسرِ پیکارِ گستاخانِ احمد ☆ سے رہے  
تھا یہی محبوبِ اُن کی زندگی کا مدعا  
اصلِ دین ہے مصطفیٰ ☆، محبوبِ حق کا احترام  
ہند میں اسلام پر قتلوں نے جب یلغار کی  
اس حقیقت کو کیا تسلیم آخر وقت نے  
اُن کے علم و فطرت سے بے بس ہر حریف  
تھا درست اُن کا عمل کردار تھا اُن کا بجا  
ہر مقابل اُن کے آگے عاجز و خاسر رہا  
جلوہ کر ہوتا ہے صدیوں میں کوئی مردِ خدا  
ان بزرگوں سے خصوصی کام قدرت کے لیا  
کولڑہ میں مہر انور ☆، یا بریلی میں رضا ☆ ☆





## ﴿قادیانی و بہائی کے ساتھ سنی عورت کا نکاح﴾

﴿استفتاء﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پہلے قادیانی تھا اب قادیانی ہونے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بہائی ہوں یعنی بہاء اللہ کا معتقد اور اس کے مذہب پر ہوں۔ بہاء اللہ وہ شخص ہے جس کی نسبت اخبار وغیرہ میں لکھا ہے اور بہت مشہور ہے کہ وہ مدعی نبوت تھا جس کا زمانہ عنقریب گزرا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسلمہ سنیہ حنفیہ سیدانی لڑکی کا نکاح شخص مذکور سے شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ بیخود جو

السنفتی

مفتی محمد

نور جمیع مسجد و ملی ۹۱۳۵۸

﴿الجواب بعون الملک الوہاب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مرزا قادیانی کی نبوت کا قائل ختم نبوت کے معنی متواترہ کا منکر اور اس وجہ سے کافر ہے۔ اب اگر بہائی ہو گیا تو اس وجہ سے اس کا کفر اٹھ نہ گیا۔ جب تک کہ وہ اپنے کفر سے توبہ نہ کرے اور ختم نبوت کے معنی متواترہ کو تسلیم نہ کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بعد کسی نبی جدید کے آنے کے خیال سے تابع نہ ہو اور تمام کفریات سے بیزاری کر کے از سر نو اسلام نہ لائے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بہائی ہو جانا اس کو کفر سے پاک نہیں کر سکتا بلکہ اب بھی وہ گندے کفر میں مبتلا ہے۔ مرزا نے جس قسم کا دین ایجاد کیا اور ضلالت کی جو راہیں اختیار کیں وہ سب اس کی طبع زاد نہیں ہیں۔ اس نے اپنے زمانہ سے قبل کے بے دین و جالوں سے بہت کچھ اخذ کیا اور ان سب کا پس خورہ جمع کر کے

ایک دوکان لگائی۔ انہی میں سے بہائی فرقہ بھی ہے۔ قادیانی۔ بہائی ہو جانا ایک ہی سلسلہ کے کفریات میں گشت لگانا ہے۔ اب سب کی مکاری ختم نبوت کے معنی متواترہ کے انکار کو اپنا اصول بنانے سے چلتی ہے۔

۸۳۵ھ میں جو پور میں ایک شخص ہوا جس کا نام ”میراں سید محمد“ تھا۔ اس کے باپ کا نام سید خاں ماں کا نام بی بی آقا ملک تھا۔ (اس نے اپنے) ماں باپ کا نام بدل کر حضور پر نور ﷺ کے ابوین کریمین کے نام پر ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبداللہ رکھا۔ یہ شخص (میراں سید محمد) ”مہدی موعود“ بنا۔ اس سے بھی کام نہ چلا۔ ماں باپ کے نام جاننے والوں نے اعتراض کیا تو اس نا بکار نے حضور اقدس ارواحنا فداہ ﷺ کے والد ماجد کا نام عبداللہ ہونے سے انکار کر دیا اور یہ مکر گڑھا کہ حضور کا اسم گرامی محمد عبداللہ ہے ابن کالفظ راویوں کی غلطی سے زیادہ ہو گیا۔ ﷺ

ولا فوہ باللہ (علی العظیم)

اس شخص کے معتقدین اس کی مہدیت کی تصدیق کو فرض اور اس کا انکار کفر جانتے تھے لہذا وہ بھی اسی راستے پر چلا ہے جس طرح مرزا کے گھر والوں کو اس کے معتقدین ”اہلبیت“ اور اس کی بیوی کو ”ام المؤمنین“ کہہ کر ایران رسالت کی نقل اتارتے ہیں۔ اسی طرح میراں سید محمد کے یہاں خلفاء راشدین پانچ اور صدیق دو۔ مبشر بالجہنہ 12 اور 74 فرقتے۔ جنگ بدر اور قافلہ اور حسین ولایت سب بنائے گئے تھے۔ یہ لوگ اپنے گرد میراں سید محمد کو خلفاء راشدین اور تمام انبیاء و مرسلین سے افضل اور سید عالم ﷺ سے مرتبہ میں ہمسرو برابر ٹھہراتے تھے اور اس کو مفترض الطحاہ سمجھتے تھے۔ شریعت طاہرہ کے احکام کا ناخ اور صاحب شریعت جدید مانتے تھے۔ اس پر وحی آنے کے محقق تھے چنانچہ اس کے رسالہ ”ام العقائد“ میں اس کی وحی یوں لکھی ہے ﴿قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت من اللہ بالواسطۃ جدید الیوم ثلاثی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مہدی الزمان وارث نبی الرحمن عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقۃ والشریفۃ والرضوان﴾ اس وحی شیطانی کی زبان اور مضمون بھی قابل دید ہے۔ یہ شخص بلا واسطہ اللہ سے اخذ علوم کا مدعی تھا۔ ہندی میں بھی وحی کا دعویٰ کرتا تھا اور نئے نئے احکام کا نزول بتاتا تھا۔ زکوٰۃ میں بھی (اس نے) بہت سی قطع و بریدیں کی تھیں۔ اس کے عقائد فاسدہ اور مکائد کاسدہ کہاں تک بیان کیے جائیں؟ علماء عرب و عجم اور فضلاء مکہ مکرمہ نے ان لوگوں کے کفر و کفر کے فتوے دیے اور شاہان اسلام نے انہیں سزائیں دیں اور ہلاک کر دیا۔ پھر اس قسم کا کفر ایران سے پھلا۔

1819ء میں شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل نے قادیانی کو باپ کہتے ہیں اور اس کے



معتقدین اس پر ایمان لانے والے ”بہائی“ کہلاتے ہیں۔ یہ شخص بھی مہدی ہونے کا مدعی تھا اپنے آپ کو مثل حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اور ایک شخص جس کا لقب اس نے ”ومن یظهر اللہ جل ذکرہ“ رکھا تھا اسے مثل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتا تھا۔ کتاب ”بہاء اللہ کی تعلیمات“ کے صفحہ ۷ پر اس مرزا علی محمد کا یہ قول مذکور ہے کہ میں یحییٰ ہوں ”ومن یظهر اللہ“۔ اس مرزا علی محمد باب نے پیغمبری کا بھی دعویٰ کیا۔ بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۰ میں ہے ”سید مرزا علی محمد باب نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔“ اس نے اپنی علیحدہ شریعت بنائی تھی۔ کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۳ میں اس کا یہ قول موجود ہے کہ ”میں نے جو شریعت لکھی ہے اس پر عمل کرنے کا حکم تم کو اسی وقت ملے گا جب کہ ”ومن یظهر اللہ“ ظاہر ہوگا اور شریعت میں سے وہ جس بات کو پسند کرے گا اس پر عمل کرنے کا حکم دے گا اور جس کو وہ ناپسند کرے گا اس کو تم مت کرنا۔“

تہران میں سب سے پہلے مرزا حسین علی اس پر ایمان لایا۔ مرزا علی محمد نے اس کو بہاء اللہ کا لقب دیا۔ مرزا حسین علی عرف بہاء اللہ نے دعویٰ کیا کہ وہ ”ومن یظهر اللہ“ ہے جس کی علی محمد باب نے بشارت دی ہے۔ کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۹ میں ہے ”ایڈربانوپل میں بہاء اللہ نے کہا کہ جس شخص کی بشارت مجھ کو حضرت باب نے دی ہے اور جس کی راہ میں انہوں نے جان فدا کی وہ میں ہی ہوں۔“ ”ومن یظهر اللہ“ میرا لقب ہے۔ اس بہاء اللہ پر ایمان لانے والے ”بہائی“ کہلاتے ہیں۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۰ میں ہے ”جنہوں نے حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ قبول کیا ان کا نام بہائی ہو گیا۔“ بہاء اللہ خدا کی طرف سے بے واسطہ علم ملنے اور مبعوث من اللہ ہونے کا مدعی تھا۔ بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۲۵ میں ہے ”یہ ایک خدا کی تسمیہ لطف مجھ پر گزری اور جو کچھ ابتدا آفرینش سے اب تک ظہور میں آیا اس کا علم اس نے مجھے دیا۔“ صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے ”اسی نے مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کے نام کی منادی کر دوں۔“ اس بہاء اللہ نے اپنی (خود ساختہ) نبوت کا سکہ جمانے کے لیے ختم نبوت کا انکار کیا۔ چنانچہ صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے ”پیغمبروں کا ظاہر ہونا محال اور غیر ممکن نہیں جانتے اور اگر کوئی شخص اس بات کو محال جانے تو پھر اس میں اور ان لوگوں میں کیا فرق ہے جنہوں نے خدا کے ہاتھ کو بندھا ہوا سمجھا؟ جمہور اہل اسلام اور مخصوص اہلسنت اگر یہ لوگ خدائے تعالیٰ کو مختار جانتے ہیں تو انہیں لازم ہے کہ اس شہنشاہ ازلی کے ہر حکم کو قبول کریں جو اس کے رسول کی معرفت صادر ہیں۔“ صفحہ ۳۵ میں لکھا ہے ”الطاف باری کی ٹھنڈی اور خوشگوار ہوائے جگا کر مجھے یہ حکم دیا کہ میں زمین و آسمان کے درمیان اس کے نام کی منادی کروں۔ یہ بات میں نے خود نہیں کی بلکہ خدائی کی طرف سے کی۔ اس کی ہدایت ہوئی تھی۔“ صفحہ ۳۱ پر یہ قول لکھا تھا ”میرا علم خدا کا عطا کردہ ہے کسی انسان سے حاصل نہیں کیا ہے۔“

اس بہاء اللہ نے شرع کے احکام کو بھی رد کیا۔ اس کا یہ قول ”بہاء اللہ“ کے ”بہائی“ کی کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات کے آخر حصہ کے صفحہ ۱۱۱ میں ہے ”بہاء اللہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ کو ”خدا“ تیسری طلاق کے بعد کی حرام سے اور اللہ کو ”مقدس“ کے بعد کی حرام سے ”خدا“ میں ہے ”خدا“ نے منع کر دیا کہ جو تم تیسری طلاق کے بعد ”خدا“ کہو۔ اس کا یہ قول ”بہائی“ کی کتاب کے صفحہ ۳ میں ہے ”ہم نے حلال کیا تمہارے اور گناہ گاروں کے لیے۔“ اس کا یہ قول ”بہائی“ کی کتاب کے صفحہ ۷ پر ہے۔ اس کا اقرار ہے۔

اس نے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ مرزا علی محمد ”بہاء اللہ“ کے ”بہائی“ کے انکار میں شریک ہیں دعویٰ مہدیت میں شریک ہیں اصل کی اور اس کے ”بہائی“ میں شریک ہیں رسالت اور دعویٰ کے دعوے میں شریک ہیں اور تبدیل احکام شرع میں شریک ہیں۔ ان کا یہ قول ”بہاء اللہ“ کے ”بہائی“ کی کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۱۱ میں ہے ”بہاء اللہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ کو ”خدا“ تیسری طلاق کے بعد کی حرام سے اور اللہ کو ”مقدس“ کے بعد کی حرام سے ”خدا“ میں ہے ”خدا“ نے منع کر دیا کہ جو تم تیسری طلاق کے بعد ”خدا“ کہو۔ اس کا یہ قول ”بہائی“ کی کتاب کے صفحہ ۳ میں ہے ”ہم نے حلال کیا تمہارے اور گناہ گاروں کے لیے۔“ اس کا یہ قول ”بہائی“ کی کتاب کے صفحہ ۷ پر ہے۔ اس کا اقرار ہے۔

اب ثابت ہو گیا کہ وہ شخص قادیانی تھا جب بھی کافر تھا اور بہائی ہوا اب بھی کافر ہے۔ اس کے ساتھ سلسلہ کا کاج قطعی نہیں ہو سکتا، ہمیشہ حرام ہوگا۔ ”وہ العباد باللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ عز اسمہ“

انفن احکم

فتاویٰ صدرالافاضل ص: ۱۰۸-۱۱۳









عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار عیسائی اور حضرت محمد ﷺ کے ماننے والے امت محمدیہ میں شمار کئے جاتے ہیں بہاء اللہ کے ماننے والے اہل بہاء ہیں۔

بہائیوں کے نزدیک جس طرح نمرود کو آسمان پر ایک ستارہ طلوع ہونے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آمد کی اطلاع ہوئی تھی بالکل اسی طرح 1843ء میں ایک دم دار ستارہ نمودار ہوا جو 1844ء میں باب کے ظہور اور اعلان بہائی کا سب سے پہلا واقعہ تھا۔ لیکن 1845ء میں وہ ستارہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور 1846ء میں غروب ہو گیا۔ یہ وہ سال تھا جب بہاء اللہ نے اپنے باب کے مذہب کی تصدیق کی۔ اگست 1852ء میں یہ ستارہ دوبارہ نمودار ہوا لیکن اب ایک کلزا چھوٹا اور دھندلا جبکہ دوسرا بڑا اور چمکدار تھا۔ یہ آسمانی گواہی باب اور بہاء اللہ کی آمد سے متعلق ہے اور اب یہی ستارہ نور بن کر بہاء اللہ کی سالگرہ والے دن عین 12 نومبر کو اپنی گواہی کی تجدید کے لئے آسمان پر کبھی کبھی ظاہر ہوتا ہے۔ (بہائی میگزین اپریل، مئی 1976ء)

رپورٹ کے مطابق بہائی مذہب کی تجدید بابی ماننے والوں نے کی جس کی بنیاد شیراز کے ایک نوجوان سید علی محمد نے رکھی جو بعد ازاں باب کے لقب سے مشہور ہوئے۔ باب نے دعویٰ کیا کہ توریت، انجیل اور قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ صحیح ہے، اس لیے کہ ان دو اشخاص میں سے ایک میں ہوں اور دوسرا عظیم الشان جلد ظاہر ہونے والا ہے۔

سید علی محمد نے 25 سال کی عمر میں باب ہونے کا دعویٰ کیا جس سے مراد یہ تھا کہ وہ ایک عظیم الشان ہستی کے فیوض کا واسطہ ہے جو ابھی پردہ غیب میں ہے۔ اسی دوران وزیراعظم ”امیر نظام“ نے علماء ترکی و تبریز سے باب کے قتل کا فتویٰ حاصل کر لیا۔ 1850ء میں باب کو ایک ساتھی کے ہمراہ ایک فوجی جہاؤنی میں گولیوں سے بھون دیا گیا۔

بہاء اللہ نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ باب کے اعلان ظہور کے ٹھیک 19 سال بعد 1863ء میں کیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میں ہی وہ مظہر اللہ ہوں جس کی بشارتیں سب پیغمبروں نے سنائی تھیں۔ شاہ ایران نے باب کے قتل کے بعد بہاء اللہ کی سرگرمیوں پر اسے ”سیاہ چل جیل“ میں ڈال دیا۔ معمولی بخار کے بعد 1892ء میں اس کا انتقال ہوا۔ 75 سالہ زندگی میں 40 سال بہاء اللہ نے جلا وطنی، اسیری اور پابندی کے ساتھ گزارے۔ انتقال کے 9 دن بعد جب وصیت کھولی گئی تو ”عبدالہاء“ اس کا جانشین مقرر ہوا اور یہ وصیت نامہ ”کتاب العبد“ کے نام سے مشہور ہے۔

بہاء اللہ کی موت کے بعد عبدالہاء نے 29 برس تک امر بہائی کی خدمت کی۔ عبدالہاء اپنے والد کے ساتھ

قید میں بھی رہا۔ 1921ء میں اس کے سر کے زخموں کی وجہ سے اس کی موت ہو گئی۔ اس کے بعد اس کی تعلیم تھا امر اللہ کا ولی مقرر ہوا اور 36 سال تک اس کا ولی تھا۔ اس کے بعد اس کی تعلیم تھا امر اللہ کی تحریروں کی تشریحات کیں اور بہائی منشور قائم کیا۔ بہائی مذہب کے ماننے والے اس کے لئے ”کتاب العبد“ کا نام ہے۔ بہائی مذہب کو اس کے پیروکار دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک حصہ اسے ”کتاب العبد“ کے قائل ہے جبکہ دوسرے حصے میں عمل کرنے والی چیزیں شامل ہیں۔ ان کے ماننے والے اس کے لئے ”کتاب العبد“ کے فیصلے بیت العدل کے فیصلوں کی روشنی میں کرتے ہیں۔ یہ حصہ بہائی مذہب کے ماننے والے ہیں۔ اس میں عملی بحث کو کام کہتے ہیں، بعض لوگ اسے مسائل خبریہ یا مسئلہ علیہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے ماننے والے وہ چیزیں شامل ہیں جنہیں کرتا ہے یا نہیں کرتا وغیرہ۔

بہائیوں کے عقائد:

بہائی مذہب کے مطابق ہر زمانے میں رسول اللہ کی وہی صفتوں کے لیے راہ نجات ہے جو شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوا اور ان کے ایمان لایا وہ جتنا مومن تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ان کا پیروکار ایک اور صالح لوگوں میں شمار ہوگا اور جو حضرت محمد ﷺ کی شریعت پر ایمان لایا وہ مومن ہے۔ اب بہاء اللہ کا ظہور ہو چکا ہے، ہم نے اس کو تسلیم کیا ہے اور اس کی شریعت کو ماننے ہیں۔ جب نئی شریعت آتی ہے تو کچھلی تمام شریعتیں منسوخ کر دی جاتی ہیں جیسے موسیٰ شریعت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت نے اور حضرت عیسیٰ کی شریعت کو شریعت محمد ﷺ نے منسوخ کیا اسی طرح بہاء اللہ کی شریعت کچھلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر چکی ہے اور موجودہ نبی اور ان کی کتاب کو ماننا ہی مومن لوگوں کا فرض ہے۔ ہر امت کی ایک عمر ہوتی ہے جس کے بعد نئی امت کے ظہور پر وہ ختم ہو جاتی ہے۔

نئی الہامی کتاب:

بہائی عقیدے کے مطابق بہاء اللہ پر نازل ہونے والی کتاب خدائی یا الہامی ہے۔ یہ ایسا ہی معجزہ ہے جیسا تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور قرآن مجید حضور ﷺ کا۔ بہاء اللہ کے مطابق تمام تحریروں میں جو اس نے لکھی ہیں دراصل اللہ نے لکھوائی ہیں لہذا انہیں ماننا باعث ثواب ہے۔ ”کتاب مقدس“ ان



تمام چیزوں کا احاطہ کرتی ہے جو کچھ پہلی کتابوں میں رہ گئی ہیں۔

یوم قیامت:

بہائی عقیدے کے مطابق قیامت ایک چیخ سے لوگوں کا مرجانا اور دوسری چیخ سے قبروں سے باہر نکل آنا ہے۔ قیامت برحق ہے لیکن ان معنوں میں نہیں جو تمام تصورات ہیں۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ پہلی چیخ سے سابقہ امت کی میعاد جو کہ ختم ہو چکی ہے اور اس کے دین کی تیئنیخ کا اعلان ہے۔ اس پہلی چیخ سے لوگ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھیں گے سوائے ان لوگوں کے جن پر خدا کے حکم سے سابقہ دین کا منسوخ ہونا اور نئے دین کا ظہور میں آنا گراں نہ ہوگا۔ دوسری چیخ سے ان حواس باختہ لوگوں کے حواس بحال ہونے لگیں گے۔ انہیں حق نظر آنے لگے گا اور وہ دعوت قبول کر لیں گے یعنی وہ لوگ انسانیت کو فاسد عقائد، گمراہیوں اور جہالت کی قبور سے باہر نکال لیں گے۔ قیامت دراصل پہلی امت کی نسبت سے اس امت کی موت ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعویٰ رسالت کے بعد امت موسوی کی قیامت ہوگئی۔

ثواب وعذاب:

بہائی عقیدے کی یہ بات اہم سمجھی جاتی ہے کہ جسم مادی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے اور مادہ کے ابتدائی عناصر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ روح دوسری بار نہ اس جسم سے مجسم ہوتی ہے نہ جسم عنصری سے، لہذا وہ ثواب و عذاب جو انسان کو مشہور عام قیامت میں ملتا ہے وہ موت کے فوراً بعد ہی مل جاتا ہے نہ ثواب ملنے میں انتظار ہوتا ہے نہ سزا ملنے میں۔

یوم آخر:

یوم آخر سے موت کے بعد دوسرے جہاں میں جزا و سزا کا وقت مراد نہیں بلکہ ایسی دنیا میں رسول وقت کا زمانہ ہے جو گزشتہ رسول کے ایام کی نسبت سے یوم آخر ہوتا ہے۔ یوم آخر سے مراد دراصل رسول وقت پر ایمان لانا ہے جو اپنے وقت میں آخری رسول ہے۔

اعمال نامہ اور منکر نکیر:

عام تصور یہ ہے کہ روز قیامت تمام لوگوں کو ان کے اعمال ناموں کی ایک کتاب ملے گی جو انہوں نے دنیا میں کیے ہوں گے۔ بہائی عقیدے کے مطابق حقیقت یہ نہیں ہے۔ ان کے مطابق دراصل ان کتابوں سے مراد وہ

العاقبة

بہائی بھائی یا کھستار جیسے نام

آسانی کہتا ہیں ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل ہوگی ہیں۔ جو اللہ کی آیت ہے۔ جو اللہ کی آیت ہے۔ یہی اعمال نامہ ہے۔

منکر نکیر کے تصورات بھی نہایت غلط ہیں۔ منکر نکیر کے کلمہ دراصل اللہ تعالیٰ کے واسطے ہی ہیں اور ایک بھی۔ یہ فرشتے دراصل بہاء اللہ کی جانب سے بھیجے گئے ہیں اور ان کے واسطے ہی کہ وہ دیکھتے ہیں۔ ان فرشتوں کو ”فرستادگان“ کہا جاتا ہے۔ یہ دیکھ بھال کی وجہ سے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم کو لوگوں کے سامنے کسی سے کلام بھی نہیں کرتے۔

قبر اور عالم برزخ:

دین بھائی میں قبر سے مراد انسانی جسم ہے جس کا ایک مردہ لقمہ ہو جاتا ہے۔ یہ لقمہ کھانا ہو یا دوا محال ہے۔ بھائی عقیدے کے مطابق یہ تصور غلط ہے کہ عالم رواں دور تک یہ لقمہ کھاتا رہے گا۔ اور اوج رہیں گی۔ برزخ دراصل دور سولوں کے درمیانی عرصے کو کہتے ہیں۔ ان کے بعد دوبارہ کھانا ہو گا۔ باب کے ظہور تک کا زمانہ برزخ ہے۔

جنت دوزخ:

جنت، دوزخ اسی دنیا کی چیزیں ہیں ان کا مرنے کے بعد کوئی عمل دخل نہیں۔ اسی دنیا کی چیزیں جنت میں رہیں گے۔ ہمیشہ جنت میں رہے گا۔ جو اس دنیا میں جہنم میں رہا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اسی دنیا کی چیزیں جنت میں اور جو نہ گزر سکے وہ اہل نار ہیں۔ یہاں ہلکا سا رابطہ ہے مراد اور اصل ایک دوسرے کو کھینچ رہا ہے۔ جنت داخل ہوتا ہے۔ جنت دوزخ میں جانے والے تین قسم کے لوگ ہوں گے ایک وہ دنیا کی چیزیں جنت میں لے آئیں وہ جنتی ہیں۔ دوسرے وہ جو رسول وقت پر ایمان نہیں لائیں گے وہ جہنمی ہیں۔ تیسرے وہ دنیا کی چیزیں جنت میں لے آئیں وہ جنتی ہیں۔ دوسرے وہ جہنم میں جانے سے تکلف اور تذبذب سے کام لیں گے اور انہیں دیکھیں اور نہ دیکھیں گے۔ تیسری چیز متوجہ رہنا ہوگا۔

قیامت میں اللہ کا دیدار:

اس سے مراد ہے کہ ہم خدا کے مظاہر کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے جو کہ خدا کی تخلیقات و مخلوقوں میں سب سے بڑا اور اعلیٰ ہے۔



بہائی نمازیں:

بڑی نماز: دن و رات میں کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے جب حالت جذب و اشتیاق ہو۔ درمیانی نماز: صبح دوپہر اور شام تین وقت پڑھی جاتی ہے۔ چھوٹی نماز: دن میں صرف زوال کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ تینوں نمازوں میں سے ایک فرض ہے لہذا کوئی ایک پڑھ لی جائے۔

بہائی مذہب کے دیگر احکام:

نماز تنہا پڑھی جاتی ہے چونکہ جماعت کا حکم منسوخ کر دیا گیا ہے البتہ نماز جنازہ باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ کمزور و بیمار آدمی کو نماز روزہ معاف ہے۔ 70 برس کی عمر میں ہر شخص کو نماز و روزہ معاف ہے۔ سال میں ایک ماہ کے روزے رکھے جاتے ہیں۔

بہائی سال 19 ماہ کا ہوتا ہے اور ہر ماہ کے 19 دن ہوتے ہیں۔ عیسوی لحاظ سے جو چار پانچ دن بچتے ہیں وہ ان مہینوں سے خارج ہیں اور آزادی کے دن کہلاتے ہیں۔ ان دنوں میں اہل بہاء خوشیاں مناتے ہیں اور روزہ رکھنے سے پہلے خدا کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔ یہ روزے 9 دن تک یعنی جس دن بھی کلیئذہ کا آغاز ہو اس سے پہلے رکھے جاتے ہیں۔ بہائی روزہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔

بہائی مذہب زبان و دل کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جہاد میں قتل جائز نہیں کیونکہ جہاد بالسیف منسوخ کر دیا گیا ہے البتہ نفس اور مال کا جہاد صحیح ہے۔ اہل بہاء میں زکوٰۃ کی ممانعت ہے لہذا کہا گیا ہے کہ حقوق اللہ کا مطالبہ ہرگز نہ کیا جائے۔ اگر کوئی خوشی سے زکوٰۃ دے تو بہتر ہے ورنہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

حج کرنے اہل بہاء فلسطین ارض مقدس جاتے ہیں جہاں اللہ نے ماسوریت کا اعلان کیا تھا۔ دین بہاء میں کوئی مفتی مولوی یا امام نہیں ہوتا۔

باب کا بیان ہے کہ وہ دن ختم ہو گئے جب صرف عبادات ہی کافی سمجھی جاتی رہیں اب وقت آ گیا ہے کہ کام کرنا سب پر فرض ہے لہذا بازاروں میں چلتے پھرتے ذکر الہی کرنا منع ہے۔ نماز کرسی پر بیٹھ کر بآسانی پڑھی جاسکتی ہے جبکہ منبر پر بیٹھنا منع ہے۔

بہائیوں میں شراب وافیون حرام ہے۔ قتل و بدکاری کی سخت ممانعت ہے۔ سرمنڈوانا منع ہے۔ حکم ہے کہ سر کے بال کان کی لو سے آگے نہ بڑھیں۔ طرز لباس اور داڑھی کا اختیار بندے کو دیا گیا ہے۔

بہائی قبرستان کا نام "گلستان بہاؤ" ہے۔ گلستان بہاؤ میں بہائیوں کی قبریں ہیں۔ بہائیوں میں بکس میں رکھ کر احتیاط سے ڈیرا میں لے کر آجودانہ میں دفن کیا جاتا ہے۔ دنیا کے صرف سات ممالک میں گلستان بہاؤ ہیں۔ بہائیوں کو شادی و نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔ بہائیوں کو کھانا پکانا، پیو کا روں کو آنے کی اجازت ہے۔ بہائیوں کو شادی و نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔ بہائیوں کو کھانا پکانا، پیو کا روں کو آنے کی اجازت ہے۔ بہائیوں کو کھانا پکانا، پیو کا روں کو آنے کی اجازت ہے۔

بچے کی تمام تر تعلیم و تربیت والدین کی ذمہ داری ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت والدین کی ذمہ داری ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت والدین کی ذمہ داری ہے۔

طلاق انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ بہائیوں کو طلاق دینا منع ہے۔ بہائیوں کو طلاق دینا منع ہے۔ بہائیوں کو طلاق دینا منع ہے۔

مرد پر بیٹی لباس پہننا جائز ہے۔ عورت پر بیٹی لباس پہننا جائز ہے۔ عورت پر بیٹی لباس پہننا جائز ہے۔

قرض حسنہ پسندیدہ فعل ہے۔ کسی بہائی کو ماہانہ ٹکس دینا منع ہے۔ کسی بہائی کو ماہانہ ٹکس دینا منع ہے۔ کسی بہائی کو ماہانہ ٹکس دینا منع ہے۔

بہائی سال بھر میں 9 تعطیلات کرتے ہیں اور ان دنوں میں دیوادی و کاروباری کام کرنا حرام تصور کرتے ہیں۔ ہر ماہ کے 19 ویں دن "19 روز ضیافت" ایک اہم بہائی رسم ہے۔ اس ضیافت میں سب بہائی جمع ہوتے ہیں اور باواز بلند بہاء اللہ اور عبدالبہاء کی تحریروں کو پڑھتے ہیں کھانے پینے ہیں اور مشورے کئے جاتے ہیں۔ ڈراما موسیقی اور درس اخلاق کی محفلیں ہوتی ہیں۔ بہائی اس دن کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔

بہائی کتب فارسی، انگریزی، سندھی، پشتو، پنجابی، گجراتی، ہندی، بنگالی، عربی، تامل، کنڑی، اڑیا، ملیالم اور کشمیری زبان میں موجود ہیں۔





# بزم اطفال

• قرآن کریم کی کس آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ پر نبوت کے ختم ہونے کا صریح اعلان فرمایا گیا؟

☆ اللہ رب العزت نے قرآن کریم (سورۃ الاحزاب: ۴۰) میں ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿معا کسان محمد ابنا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین﴾ انہیں ہیں محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ، لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخری۔

• کس آیت مبارکہ میں دین اسلام مکمل و پورا ہونے اور نعمت نبوت کی تکمیل کی خوشخبری ملی اور دین اسلام کو اللہ رب العزت کی پسندیدگی کی سند عطا ہوئی؟

☆ سورۃ المائدہ کی آیت: ۳۰ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿اليوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام﴾ دین آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

• کیا نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی و رسول آ سکتا ہے؟

☆ بالکل نہیں! نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نیا نبی و رسول نہیں آ سکتا۔ سلسلہ نبوت و رسالت آپ ﷺ کی ذات بابرکات پر ہمیشہ ہمیش کے لیے ختم ہو گیا ہے۔ درج بالا آیت قرآن کے مطابق دین مکمل ہو گیا ہے تو جب دین مکمل ہو گیا تو اب کسی نئے نبی کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟



خوشخبری

جلد: 2010

## العاقب

کی نئی مہر شپ کا آغاز ہو گیا ہے

ممبر شپ حاصل کرنے کے لیے درج حالات 300 روپے

رج نام ایڈریس اور موبائل نمبر جمع کروائیں

برائے منی گزشتہ جامع مسجد رحمتہ للعالمین

مدینہ کالونی ملتان روڈ نوز گریڈ بیڑی سٹاپ مٹھل شیل پٹرول پمپ ملتان

0321-4370406

0314-4250505

مطرحہ





سماقی



ماہنامہ



انجمن اہل بیت